:\Users\Rashid\Desktop\3
copy.jpg not found.

ہفتہ وار

نقیب

پھلواری شریف پٹنہ

مدیر
مفتی محمد ثناء الہدیٰ قاسمی

معاون
مولانا رضوان احمد ندوی

- اللہ کی باتیں، رسول اللہ کی باتیں
- دینی مسائل
- حضرت مولانا محمد طیب صاحبؒ
- یشونت کے درد کا مداوا
- معلم کائناتؐ کا ازدواجی پہلو
- ماہ صفر اور ہجرت نبوی صلی اللہ علیہ وسلم
- اخبار جہاں، بزنس روزگار و کیریئر
- طب وصحت، ہفتۂ رفتہ

جلد نمبر 55/65 شمارہ نمبر 39 مورخہ ۱۸/محرم الحرام ۱۴۳۹ھ مطابق ۹/اکتوبر ۲۰۱۷ء روز سوموار

ناسور

مفتی محمد ثناء الہدیٰ قاسمی

شراب بندی کے بعد نتیش حکومت نے عوامی بیداری لانے کے لیے جہیز کے خلاف تحریک چلانے کا فیصلہ کیا ہے، اس کا باقاعدہ آغاز انہوں نے مہاتما گاندھی کے ایک سو اڑتالیسویں یوم پیدائش کے موقع سے ''سمراٹ اشوک کنوینشن سنٹر'' میں کیا، اس موقع سے انہوں نے خود بھی حلف لیا اور پروگرام میں شریک پانچ ہزار لوگوں کو بھی اس کا حلف دلایا کہ وہ ایسی کسی شادی کی تقریب میں شرکت نہیں کریں گے، جہاں جہیز کا لین دین ہوتا ہو، انہوں نے وسیع عوامی بیداری لانے کے لیے ۲۱/جنوری ۲۰۱۸ء کو انسانی زنجیر بنانے کا بھی اعلان کیا، شراب بندی معاملہ میں انسانی زنجیر نے تاریخ رقم کی تھی، اور کئی کروڑ لوگ اس مہم کا حصہ بنے تھے، توقع ہے کہ یہ زنجیر اس سے بڑی ہوگی اور رکارڈ توڑ ہوگی، ہم اس مہم میں نتیش حکومت کے ساتھ ہیں اور اس حوالہ سے ان کی کوشش کو قدر کی نگاہ سے دیکھتے ہیں۔

میں نے اس خبر کو کئی اخباروں میں پڑھا، ہندی، اور انگریزی اخبارات بھی نظر سے گذرے، لیکن کسی خبر میں جہیز کے ساتھ تلک کا تذکرہ نہیں کیا گیا ہے، حالاں کہ سامان جہیز کے ساتھ تلک اور سلامی کی رسم نے لڑکیوں کی شادی کے عمل کو دشوار تر کر دیا ہے، تلک اور سلامی لے کر جانے اور اس کے لیے الگ سے تقریب منعقد کرنے کا رواج ہندوستانی سماج میں عام ہے، جب کہ جہیز کا مطلب ضرورت کے گھریلو سامان ہوتے ہیں، لڑکی والوں کی کمر تو تلک اور سلامی کے مطالبہ پر ہی ٹوٹ جاتی ہے، زمین وجائداد تک بک جاتے ہیں اور لڑکی والے شادی اور رخصتی سے قبل تک جس کرب سے گذرتے ہیں وہ اپنی جگہ، شادی کے بعد بھی برسوں قرض ادا کرنے میں گذر جاتے ہیں، اس لیے اس مہم کو تلک اور جہیز دونوں کے خلاف ہونا چاہئے، تلک اور سلامی پر خاموشی اور جہیز پر واویلا اس ناسور کے نصف حصہ کو دور کرنے کی کوشش ہی کہی جائے گی، یہ ویسا ہی ہے جیسے شراب بندی پر پوری توجہ صرف کی گئی اور نشہ کی دوسری چیزوں پر پابندی نہیں لگائی گئی، لوگ شراب چھوڑ کر افیم اور گانجہ کھانے لگے، دیہات میں تاڑی پینے کا رواج باقی رہا، 'نیرا' پر کام کی بات سامنے آئی تھی، لیکن وہ بھی دب کر رہ گئی، جب تک مکمل نشہ بندی کو مہم کا حصہ نہیں بنایا جائے گا، شراب بندی کا ہدف پورا نہیں ہوگا، ٹھیک اسی طرح جہیز کے ساتھ تلک وسلامی کی مخالفت نہیں کی جائے گی تو پورا فائدہ نہیں ہوگا۔

اسلام نے شادی میں اس قسم کی رقم لینے اور کسی جہیز کا مطالبہ کرنے کو ناجائز اور حرام قرار دیا ہے، اور اگر کسی نے لے لیا ہے تو اس کی واپسی ضروری ہے، مسلمانوں میں بہت سارے لوگ وہ ہیں، جو جہیز کو آقا صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت کہتے ہیں اور ان سامانوں کو جو گھریلو ہیں، مثلاً مشکیزہ، چٹائی وغیرہ حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کو دینے سے استدلال کرتے ہیں، یہ تاریخ اور واقعہ سے ناواقفیت کی دلیل ہے، کیوں کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کے ولی حضور صلی اللہ علیہ وسلم ہی تھے اور بحیثیت ولی امور خانہ داری سے متعلق سامان کی فراہمی انہوں نے کروائی تھی اور وہ بھی حضرت علی کرم اللہ وجہہ کی ہی زرہ کو فروخت کر کے جو رقم آئی تھی، اسی سے خریدی گئی تھی، اس لیے اس کو مروجہ جہیز سے کوئی تعلق نہیں ہے، اور اگر اسے جہیز مان بھی لیا جائے تو ساری دنیا میں شاید ہی کوئی ایسا ملے جو اپنی لڑکی کو اس قسم کا سامان دینا پسند کرے، اس لیے ایک غلط کام کو صحیح کرنے کی یہ مجرمانہ کوشش ہے، اس کی تائید اس بات سے بھی ہوتی ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کے علاوہ تین اور بیٹیوں کی شادی کی اور ان تینوں کو کچھ نہیں دیا۔ حضرت زینبؓ کو ایک ہار ان کی والدہ حضرت خدیجۃ الکبریٰؓ نے دیا تھا، جس کی اطلاع حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو اس وقت ہوئی جب حضرت زینبؓ کے شوہر ابو العاص ابن ربیعہ کے فدیہ کے طور پر وہ ہار پیش ہوا (حضرت ابو العاص اس وقت تک ایمان نہیں لائے تھے اور غزوۂ بدر میں قید ہو گئے تھے) مروجہ جہیز سے اس واقعہ کا بھی کوئی لینا دینا نہیں ہے، اس لیے جہیز کی اس رسم کو ختم ہی ہونا چاہئے۔

ہندوستان میں یہ رسم مسلمانوں میں غیر مسلم بھائیوں کی طرف سے منتقل ہوئی ہے، ان کے یہاں لڑکیوں کا دان ہوتا تھا اور اس دان کے بعد میکے سے کوئی تعلق باقی نہیں رہ جاتا تھا، اسی لیے شوہر کی موت پر وہ ستی ہو جاتی تھیں، جائیں تو جائیں کہاں والی بات تھی، لڑکیوں کا حصہ ان کے یہاں مقرر نہیں تھا۔ (بقیہ صفحہ ۱۱/پر)

اچھے لوگ

معاشرہ اور سماج انسانوں سے بنتا ہے، سماج میں اچھے لوگوں کی تعداد بڑھ جائے، خیر غالب آجائے، بُرے لوگوں کی تعداد کم ہو اور شر کا مزاج مغلوب ہو جائے تو کہا جاتا ہے کہ معاشرہ اچھا ہے، اور سماج صالح رخ پر کام کر رہا ہے، اس وقت جو حالات ہیں، اس میں ہر طرف شر کا غلبہ ہے، اچھے اخلاق وعادات سے لوگ دور ہیں، اور اصلاح معاشرہ کی مسلسل اور متواتر کوششوں کے باوجود اس صورت حال میں واضح تبدیلی نہیں محسوس کی جا رہی ہے، افراد کی سوچ کا مرکز ومحور مادیت ہے، خود غرضی ہے، مفاد ہے، اور اس کے حصول کے لیے انسان کسی سطح تک جانے کو تیار ہے، اس سوچ کو بدلنے کے لیے ضروری ہے کہ نئی نسل کی تربیت خصوصیت کے ساتھ ان خطوط پر کی جائے، جس کی تلقین اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے کی ہے، اور جسے احادیث میں خیر کی علامت قرار دیا گیا ہے۔ ظاہر ہے صادق الامین صلی اللہ علیہ وسلم نے جسے خیر کہا ہو، اس کے خیر ہونے میں کیا شبہ ہے، آقا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اچھے لوگ وہ ہیں، جن کا دل پاک صاف ہو، کینہ، کدورت، حسد وغیرہ کا گذر ان کے سینے میں نہ ہو، زبان سچی ہو اور جھوٹ سے گریز ان کی فطرت بن گئی ہو، وہ اپنے گھر والوں اور پڑوسیوں سے اچھا سلوک کرتے ہوں، لوگ ان سے نفع اٹھاتے ہوں، ان کی ذات لوگوں کے لیے نفع بخش ہو، ان سے لوگ بھلائی کی توقع رکھتے ہوں اور ان کے شرور وفتن سے محفوظ ہوں، ان کے اخلاق اچھے ہوں، قرض کی ادائیگی میں حسن سلوک کا خیال رکھتے ہوں، لوگوں کو کھانا کھلانے میں ممتاز ہوں اور سلام کا جواب دیتے ہوں، وہ نماز کی صف میں لوگوں کی تنگی کا سبب نہ بنتے ہوں، بلکہ ان کے لیے کشادگی کا ذریعہ بنتے ہوں، وہ قرآن کریم پڑھنے اور پڑھانے کا کام کرتے ہوں؛ اس قسم کے بہت سارے اعمال ہیں جن کو اختیار کرنے والے کی گنتی اچھے انسان کے طور پر کی گئی ہے، غور کریں تو معلوم ہوگا کہ جن اعمال کو خیر کی علامت قرار دیا گیا ہے، ان سب کا تعلق اعلیٰ اخلاقی اقدار سے ہے، آج صورت حال یہ ہے کہ یہ اوصاف ہماری زندگی سے نکل گئے ہیں، حسد، بغض، کینہ وکدورت نے ہمیں اخلاقی زوال میں مبتلا کر دیا ہے، ہم دوسروں کی ترقی دیکھ کر حسد کے شکار ہوتے ہیں، کینہ وکدورت سے ہمارا سینہ اس طرح بھرا ہوا ہے کہ اس میں فراخ دلی، وسعت قلبی کا گذر ہی نہیں ہوتا ہے، ان اوصاف قبیحہ کی وجہ سے گھر گھر میں پریشانیاں ہیں، اور دیہاتی کہاوت ہے کہ ''گوالا بارہ سال تک کٹیا سونھا کر رکھتا ہے'' ویسے ہی برسوں ہم اس بات کے منتظر رہتے ہیں کہ کس طرح دوسرے کو پریشان کریں اور زک پہونچائیں۔

اچھے انسان ہونے کے لیے جن اوصاف کا ذکر کیا گیا ہے، ان کا تعلق حقوق اللہ سے زیادہ حقوق العباد سے ہے، حقوق العباد کی ادائیگی میں ان کے یہاں بھی بڑی کوتاہی پائی جا رہی ہے، جو حقوق اللہ کے معاملہ میں چاق وچوبند نظر آتے ہیں، حالانکہ بعض روایتوں سے پتہ چلتا ہے کہ حقوق العباد میں کوتاہی کرنے والے قیامت کے دن بڑے گھاٹے میں رہیں گے، ان کی عبادتوں کے ثواب حقوق العباد کی ادائیگی میں ان کی کوتاہی کی وجہ سے ان لوگوں کے کھاتے میں چلے جائیں گے، جن کی حق تلفی کی گئی ہوگی، اور اس کے بعد بھی لوگوں کے حقوق باقی رہ جائیں گے تو بدلے میں اس شخص کے گناہ حق مارنے والے کے کھاتے میں ڈال دیے جائیں گے، کیسی محرومی اور بے پناہی ہوگی، اس کا اندازہ بآسانی لگایا جا سکتا ہے، ''نیکی برباد گناہ لازم'' اسی کو کہتے ہیں، اور جب نامۂ اعمال خالی ہو جائیگا تو بتانے کی ضرورت نہیں کہ ایسے شخص کا ٹھکانہ جہنم ہی ہوگا۔

اس لیے چند روزہ زندگی میں حقوق اللہ اور حقوق العباد دونوں کی ادائیگی کی فکر کرنی چاہئے، اپنے نفس کا بھی حق ہے، اور بیوی بچوں کا بھی، والدین کا بھی اور پڑوسی کا بھی، سب کی رعایت کرنا، سب کا خیال رکھنا اور سب کی ضرورتوں کی تکمیل کے لیے فکر مند رہنا اچھے انسان کی پہچان ہے، اس کے لیے بڑا جامع لفظ نفع بخشی ہے، آپ جس قدر دوسروں کے لیے نفع بخش ہوں گے، سماج میں آپ کی قدر ومنزلت ہوگی، اس لیے کہ اللہ رب العزت کا اصول یہ ہے کہ جو چیز نفع بخش ہوتی ہے، اسے وہ باقی رکھتا ہے اور جس کی نفع بخشی ختم ہو جاتی ہے، اس کا وجود ختم ہو جاتا ہے۔ سمندر کے جھاگ اپنا وجود کھو دیتے ہیں اور بیش قیمتی معدنیات زمین کی تہوں میں صحیح سالم رہتے ہیں۔ (بقیہ صفحہ ۱۱/پر)

جہیز

''ہمارے زمانہ میں جہیز کو جس طرح نکاح کا لازمی جزو قرار دیا گیا ہے، جس طرح اس کے بغیر لڑکی کی شادی کو ناک کٹوانے کا مرادف سمجھ لیا گیا ہے، اور جس طرح اس کی مقدار میں نام ونمود اور دکھلاوے کی خاطر روز بروز اضافہ کیا جا رہا ہے، کہ غریب سے غریب انسان قرض لے کر، رشوت اور مال حرام استعمال کر کے اس مقدار کو پورا کرنا ضروری سمجھتا ہے، اور جب تک اس پر قدرت نہ ہو، لڑکیاں بغیر نکاح کے بیٹھی رہتی ہیں، یہ پورا طرز عمل سنت کے قطعی خلاف ہے۔''

(حضرت مولانا مفتی محمد شفیع صاحب رحمۃ اللہ علیہ)

بلاتبصرہ

''ایک طرف ہمارے ملک میں ''میک ان انڈیا'' پر زور دیا جا رہا ہے، اور دوسری طرف غیر ملکی کمپنیوں کو ریلوے کے ڈیزل انجن بنانے کے ٹھیکے دیے جا رہے ہیں، تکلیف دہ بات یہ ہے کہ یہ کام وہ سرکار کر رہی ہے، جو ''سودیشی'' کی وکالت کرتی رہی ہے، مثال کے طور پر چھپرہ کا کارخانہ ہے، جہاں کا ٹھیکہ امریکی کمپنی جنرل الیکٹرک (G.E.) کو دیا گیا ہے، کیا سرکار یہ بتا سکتی ہے کہ جب غیر ملکی کمپنیاں ہی کام کریں گی تو ''میک ان انڈیا'' کس طرح ہوگا۔''

(رنجیت کمار گپتا: ہندوستان ۳/اکتوبر ۲۰۱۷ء)

اللہ کی باتیں ---- رسول اللہ کی باتیں

مولانا رضوان احمد ندوی

جوانی کی قدر کیجئے:

’’وہی اللہ ہے، جس نے تم کو کمزوری اور ناتوانی کی حالت میں پیدا کیا، پھر ناتوانی کے بعد قوت عطا فرمائی، پھر طاقت وقوت کے بعد ضعف اور بوڑھاپے سے دوچار کیا، اللہ جو چاہتے ہیں، پیدا فرماتے ہیں اور وہ خوب جاننے والے اور خوب قدرت والے ہیں‘‘۔(سورہ روم:۵۴)

وضاحت: اللہ تعالیٰ نے انسان کو مختلف مرحلوں میں پیدا کیا، پہلے مادر شکم میں جنین کی شکل میں بنایا، پھر اس کو دنیا میں دودھ پیتے بچے کی شکل میں بھیجا، پھر جوانی اور بڑھاپے کے مراحل آئے، جوانی میں انسان طاقت ور ہوتا ہے، جبکہ بڑھاپے میں جہاں قوت کے بجائے کمزوری اور ضعیفی دامن تھام لیتی ہے، یہ اس بات کی دلیل ہے کہ انسان اللہ کے فیصلہ کے سامنے بے بس ہے اور انسان ہو یا کائنات کی کوئی اور چیز، سب پر خدا کا فیصلہ جاری ہے؛ لیکن غور کرنے کا مقام یہ ہے کہ زندگی کے ان مراحل میں جوانی کی عمر جوش وجذبہ کی عمر ہوتی ہے، اس عمر میں قوت وتوانائی بڑھ جاتی ہے، اب جس نے جوانی کی قدر کی اور اس کو اپنی اور قوم وملت کی اصلاح وترقی میں لگایا، وہ دنیا وآخرت میں کامیاب وبامراد ہوا اور جس نے بے روی اختیار کی اور خواہشات نفس کی اتباع وپیروی میں گنوادیا، وہ ناکام ونامراد رہا؛ کیوں کہ نوجوان ہی خاندان اور معاشرہ کا ستون ہوتا ہے، اگر وہ صحیح ہوجائے تو پورا جسم صحیح ہوجائے گا اور اگر وہی بگڑ جائے تو پورا جسم بگڑ جاتا ہے، نوجوان ہی امت کی سوچنے والی عقل، اس امت کا دست وبازو اور اس کا نیا خون اور نئی طاقت ہے، نوجوانوں کی صحیح تربیت کی ذریعہ ہی زمین میں انسانوں کو نائب بنائے جانے کا صحیح مقصد پورا ہوتا ہے، اس لیے کہ وہ اپنے رشتہ داروں کے لیے بہترین ثمرہ اور آخرت میں سودمند بن سکتا ہے، عقل مند وہی نوجوان ہے جس میں بصیرت ہو، خود اپنی تعمیر پر توجہ دیتا ہو، پھر ملت کی تعمیر کے لیے کوشش کرتا ہو، اسی بنیاد پر اسلام نے مسلم نوجوانوں کو اپنی جوانی کی عمر کو ان امور میں لگانے کی دعوت دی، جن کا فائدہ اس کو آخرت اور دنیا دونوں جگہ ملتا ہے، ایک حدیث میں فرمایا گیا کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ پانچ چیزوں سے پہلے پانچ چیزوں کو غنیمت جانو، بڑھاپے سے پہلے جوانی کو، بیماری سے پہلے صحت کو، فقیری سے پہلے مالداری کو، مشغولیت سے پہلے فراغت کو اور موت سے پہلے زندگی کو؛ اس لیے اگر نوجوان فارغ اوقات کو صحیح مقصد میں لگائے اور اپنی اصلاح کے ساتھ قوم وملت کو فائدہ پہونچائے تو اس سے زندگی میں ترقی اور خوشحالی آئے گی اور سب سے اہم بات یہ ہے اس سے اللہ راضی ہوتا ہے، اس سلسلہ میں قرآن مجید میں نوجوانوں کے لیے بیان کردہ واقعات سے نئی نسل کو عبرت ونصیحت حاصل کرنا چاہئے، خواہ وہ اصحاب کہف کا واقعہ ہو یا حضرت یوسف علیہ السلام کی آزمائشوں کے مراحل کہ ان اصحاب نے دین کو زمانے کے دست وبرد سے محفوظ رکھنے کے لیے بڑی بڑی قربانیاں دیں، جس کے نتیجہ میں وہ اللہ کے محبوب ومقرب بندوں میں شامل ہوئے۔ انسانی زندگی کا تیسرا مرحلہ بڑھاپے سے دوچار ہونا ہے، اس میں کمزوی اور ضعف کے اثرات نمودار ہوتے ہیں، اس عمر کے لوگ اپنے علم اور تجربے کی بنیاد پر کسی کام کے لیے منصوبہ بندی تو کرسکتے ہیں؛ لیکن عملی طور پر جدوجہد سے قاصر رہتے ہیں، ایسے سن رسیدہ بوڑھے لوگوں کا اکرام کرنا، ان سے ادب واحترام سے پیش آنا ایک انسانی فریضہ بھی ہے اور اسلامی تعلیمات کا بنیادی حصہ بھی، اس سے بلند اخلاق کی بنیادیں تعمیر ہوتی ہیں، اگر کوئی انہیں ازکاررفتہ تصور کرکے بے یارومدد چھوڑ دیتا ہے تو یہ گناہ ہے، ایک حدیث میں فرمایا گیا کہ جو بھی نوجوان کسی بوڑھے کی اس کی عمر کی وجہ سے عزت کرتا ہے، اللہ تعالیٰ اس کے بڑھاپے میں اس کی عزت کرنے والا مقدر میں لکھ دیتا ہے، جو لوگ اپنے ضعیف وناتواں والدین کو اولڈ ہاؤس میں ڈال دیتے ہیں، انہیں مذکورہ حدیث سے عبرت حاصل کرنا چاہئے؛ اس لیے کہ قرآن وحدیث میں بوڑھے والدین کی خدمت کو عبادت قرار دیا گیا، اللہ ہمیں جوانی کی قدر کرنے اور بوڑھوں کا احترام کرنے اور بچوں سے شفقت سے پیش آنے کی توفیق بخشے۔

روزی میں برکت:

حضرت انس سے روایت ہے کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جو شخص پسند کرتا ہے کہ اس کی روزی میں برکت ہو اور اس کی موت دیر سے آئے تو اسے چاہئے کہ وہ اپنے رشتہ داروں کے ساتھ صلہ رحمی یعنی اچھا سلوک کرے۔(ابوداؤد)

مطلب: اس حدیث پاک میں جناب محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے رشتہ داروں کے ساتھ حسن سلوک کرنے اور ان کی ضرورتوں اور مصیبتوں میں کام آنے کی تعلیم دی ہے اور فرمایا کہ صلہ رحمی کا جو عظیم اجر آخرت میں ملے گا، اس کی تو کوئی حد ہی نہیں، دنیا میں بھی اس کا بہت بڑا نفع ہے کہ اس کے نتیجے میں مال اور عمر میں اضافہ ہوگا، حقیقت بھی یہی ہے کہ اگر ضرورت مند قرابت داروں پر مال خرچ کیا جائے تو اس سے جہاں باقی ماندہ مال خیر وبرکت کا موجب ہوتا ہے، وہیں اس سے اخوت ومودت اور خیر خواہی کا ماحول بنتا ہے اور انسانی معاشرہ میں امن وامان اور خیر سگالی کی فضا پیدا ہوتی ہے، آپس کے تعلقات بہتر ہوتے ہیں، اسی طرح صلہ رحمی اضافہ عمر کا وسیلہ بن جاتا ہے، صلہ رحمی کرنے والا تادیر نیک نام رہے گا اور مرنے کے بعد بھی اس کی اولاد اس کے لیے دعا خیر کرتی رہے گی، گویا رشتہ داروں سے اچھا سلوک کرنا رحمت خداوندی کو اپنی طرف متوجہ کرنا ہے، یقین کیجئے کہ اللہ کے بندوں پر احسان وایثار اور قربانی کرنے سے جو کیف وروح اور قلب کو مسرت ہوتا ہے، اس کے مقابلہ میں وہ احساس مسرت بالکل ہیچ ہے، جو کسی دنیا پرست کو بہت بڑا خزانہ ملنے سے نصیب ہوتا ہے، اللہ تعالیٰ ہم سب کو رشتہ داروں کے ساتھ بہتر سلوک کی توفیق مرحمت فرمائے۔ آمین

دینی مسائل

مفتی احتکام الحق قاسمی

رشتہ نکاح ختم کرنے کے لیے تین طلاق دینا ضروری نہیں:

اسلام میں طلاق کی اجازت کب اور کیوں ہے؟ اس کا طریقہ کیا ہے، کیا تین طلاق دینا ضروری ہے، بعض لوگ کہتے ہیں کہ جب تک تین مرتبہ طلاق نہیں دیں گے، طلاق نہیں پڑے گی اور بیوی نکاح سے نہیں نکلے گی، یہ سمجھنا کیسا ہے؟ جواب سے نوازیں۔

الجواب ——————— و باللہ التوفیق

نکاح ایک مستحکم، مضبوط اور پائیدار رشتہ کا نام ہے، جس کا مقصد صرف جنسی خواہش کی تکمیل نہیں؛ بلکہ ایک مضبوط خاندانی نظام کا قیام ہے، جو میاں بیوی کے درمیان الفت ومحبت، ہمدردی ورواداری کے بغیر عمل میں نہیں آسکتا، اس لیے شریعت نے ایک دوسرے کے حقوق متعین کئے ہیں اور ذمہ داریوں کا پابند بنایا ہے؛ تاکہ زندگی کا یہ خاندانی نظام صحیح سمت میں چل سکے، اس نے عورتوں کو حکم دیا کہ تمہارے شوہر تمہارے گھر کے امیر، ذمہ دار اور سرپرست ہیں، شریعت کے ہر جائز امور میں اس کی اطاعت وفرمانبرداری کرو، اس کے غائبانہ میں اس کے مال اور اپنی آبرو کی حفاظت کرو، شوہر کی اجازت کے بغیر گھر میں کسی کو آنے نہ دو اور نہ خود اس کی اجازت کے بغیر گھر سے نکلو، اس کی رضا اور خوشنودی حاصل کرو، بلاوجہ طلاق کا مطالبہ نہ کرو؛ کیوں کہ جو عورت بلاوجہ طلاق کا مطالبہ کرتی ہے، اس پر جنت کی خوشبو حرام ہے۔(مشکوۃ:۲۸۳) اس نے مردوں کو اس بات کی تاکید کی کہ اپنی بیوی کے ساتھ حسن معاشرت اختیار کرو، بیوی کی ناپسند ہونے کے باوجود صبر وتحمل سے کام لے، رشتہ بنانے کی مکمل کوشش کرے۔(النساء:۱۹) اس نے اس رشتہ کی نزاکت کا یہاں تک خیال رکھا ہے کہ اگر تمہاری بیوی، بچے دین بیزار بھی ہوں، تب بھی تم ان سے بیزار نہ ہو اور ان سے درگذر کرتے ہوئے ان کی اصلاح کی امید قائم رکھو۔ ان من أزواجکم وأولادکم عدولکم فاحذروھم وان تعفوا وتصفحوا فان اللہ عفو رحیم﴾(التغابن:۱۴)

طلاق کب اور کس طرح دی جائے:

پرسکون وخوشگوار ازدواجی زندگی کے لیے میاں بیوی کے درمیان الفت ومحبت ضروری ہے؛ لیکن اگر یہ محبت رنجش میں بدل جائے اور اس کی بنیاد بیوی کی طرف سے شوہر کی حکم عدولی اور نافرمانی ہو، ایسے امور میں جن میں اس کی اطاعت لازم وضروری ہو تو ایسی صورت میں شریعت یہ نہیں کہتی ہے کہ پہلے ہی فرصت میں اس کو طلاق دے دو اور خاندانی نظام کو تہس نہس کردو؛ بلکہ ایسے موقع پر بھی شریعت اصلاح ومفاہمت کے ذرائع استعمال کرنے کا حکم کرتی ہے اور طلاق سے بچنے کی تاکید کرتی ہے؛ کیوں کہ اگرچہ طلاق دینے سے طلاق واقع ہوجاتی ہے؛ لیکن یہ ایک ناپسندیدہ چیز ہے اور رشتہ نکاح کو ختم کرنے کی آخری تدبیر ہے، جس کے استعمال کا حکم بوقت ضرورت اور بقدر ضرورت ہے، شریعت خاندانی نظام کی بقا چاہتی ہے، جس کے لیے پروردگار عالم نے یہ قیمتی ہدایات دی ہیں: ’’اور تم جن عورتوں سے نافرمانی کا اندیشہ ہو، ان کو سمجھاؤ، خوابگاہ میں ان سے بے تعلقی برتو اور ان کو (ہلکے طریقہ پر) مارو، اگر وہ تمہاری فرماں برداری کرنے لگیں تو پھر ان پر زیادتی کے لیے بہانے تلاش مت کرو۔(النساء:۳۴) آیت کریمہ میں اصلاح ومفاہمت کے تین ذرائع استعمال کرنے کا حکم دیا گیا ہے۔(۱) پندونصیحت: سب سے پہلے محبت اور نرمی سے سمجھاؤ، اگر یہ سمجھانا بجھانا کارگر ہوگیا تو ٹھیک ہے، ورنہ (۲) ہجر فی المضاجع، دوسرا طریقہ یہ اختیار کرو کہ خلوت میں اس سے الگ رہو، ایک ہی کمرہ میں دونوں رات گزارو؛ لیکن اس کا بستر اپنے سے الگ کردو، چند دنوں تک ہمبستری ترک کردو، اس علیٰحدگی سے بیوی کو شوہر کی ناراضگی کا احساس ہوگیا اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا وہ فرمان جس میں آپ نے ارشاد فرمایا کہ جو عورت اپنے شوہر سے علیٰحدہ بستر پر رات گزارے، اس پر ملائکہ لعنت بھیجتے ہیں، جب تک وہ رجوع نہ کرلے۔(بخاری کتاب النکاح) کو پیش نظر رکھ کر اپنی حرکت سے نادم وشرمندہ ہوگئی اور صحیح روش پر آگئی تو آگے کچھ کرنے کی ضرورت نہیں ہے، دونوں ازدواجی زندگی گزاریں؛ لیکن اگر یہ دونوں شریفانہ سزا اور تنبیہ بھی کارگر ثابت نہ ہوئی تو پھر (۳) ضرب: یعنی اس کو ہلکی مار مارو، جس سے اس کے بدن پر نشان نہ پڑے، زخم نہ لگے، اہانت آمیز انداز نہ ہو اور چہرہ پر نہ مارو، لاتضرب الوجہ ولا تقبح ولاتھجر الا فی البیت. (ترمذی) ’’منہ پر نہ مارو، نہ کوسو اور اس سے نہ الگ رہو، مگر گھر کے اندر‘‘۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: واضربوھن ضربا غیر مبرح۔(مسند احمد) مقصود مارنا نہیں ہے، نہ ہی عورت کی تحقیر وتذلیل، نہ انتقام یا دل کی آگ بجھانا ہے؛ بلکہ سرزنش تادیب وتربیت کی مار ہے، جس میں شفقت ومحبت کا بھی پہلو ہوتا ہے، ورنہ عام طور پر مارنا تہذیب کے خلاف ہے، اچھے لوگ اپنی بیوی کو نہیں مارا کرتے، لن یضرب خیارکم. (بیہقی)

لیکن اگر باہمی اصلاح کی مذکورہ کوششیں کافی نہ ہوں اور جھگڑا طول پکڑلے، خواہ اس کی وجہ عورت کی ضد، تمرد وسرکشی ہو یا مرد کا قصور اور اس کی طرف سے بے جا تشدد، اسلام کا حکیمانہ نظام ان حالات میں ایک اور اقدام تجویز کرتا ہے، جس سے اس خانوادے کو شکست وریخت سے بچایا جاسکتا ہے۔ ارشاد ربانی ہے: ’’اگر تمہیں ان دونوں کے درمیان ناچاقی کا اندیشہ ہو تو مرد کے رشتہ داروں میں سے ایک حکم اور عورت کے رشتہ داروں میں سے ایک حکم مقرر کرو، اگر وہ دونوں اصلاح حال کرنا چاہیں گے تو اللہ ان کے درمیان سازگاری پیدا فرمائیں گے۔(النساء:۳۵) دونوں حکم کو جن میں فیصلہ کرنے اور معاملہ کو حل کرنے کی صلاحیت موجود ہو، میاں بیوی کے پاس بھیجے جائیں، دونوں پُرسکون ماحول میں زوجین کی باتوں کو سنیں، ان کے معاملات پر غور فکر کریں، میاں بیوی، بچے اور خاندان کی تباہی وبربادی کو سامنے رکھتے ہوئے پوری ہمدردی کے ساتھ خیر خواہانہ انداز میں معاملہ کو حل کریں، دونوں حکم اگر نیک نیت ہوں گے اور دل سے چاہیں گے کہ باہم صلح ہوجائے تو اللہ تعالیٰ ان کی مدد فرمائیں گے اور ان دونوں کے ذریعہ میاں بیوی میں اتفاق ومحبت پیدا فرمادیں گے۔ اگر خاندانی نظام کی بقا کے لیے یہ آخری طریقہ بھی کارگر نہ ہوسکے تو اس کا مطلب ہے کہ دونوں ایک دوسرے سے علیٰحدگی ہی میں سکون سمجھتے ہیں (بقیہ صفحہ ۱۱ پر)

امارت شرعیہ بہار اڑیسہ وجھارکھنڈ کا ترجمان

ہفتہ وار نقیب پھلواری شریف پٹنہ

پھلواری شریف

مورخہ ۱۸/محرم الحرام ۱۴۳۹ھ مطابق ۹/اکتوبر ۲۰۱۷ء روز سوموار

تیس سال بعد

محمد اجمل حق لگاتار تیس سال فوج میں خدمت انجام دینے کے بعد ستمبر ۲۰۱۶ء میں سبکدوش ہوئے، ۱۹۸۶ء میں وہ میکینکل انجینئر کے طور پر فوج میں شامل ہوئے تھے، اور چھ ماہ کی تربیت کے بعد وہ مسلسل تیس سال تک فوج کے تکنیکی شعبہ میں کام کرتے رہے، اب تیس سال کے بعد حکومت آسام ان کے ہندوستانی ہونے کا ثبوت مانگ رہی ہے، ان پر الزام ہے کہ وہ بنگلہ دیش سے ۱۹۷۱ء میں غیر قانونی طور پر ہندوستان میں داخل ہوئے۔ نیشنل رجسٹر آف سٹیزن (NRC) کے مطابق ۱۹۵۱ء میں ان کی والدہ رحیم النساء آسام میں رہتی تھیں، ۱۹۶۶ء کے ووٹر لسٹ میں ان کے والد مقبول علی کا نام موجود ہے، لیکن بیٹا بنگلہ دیشی قرار دیا جارہا ہے اور ان کا نام مشتبہ ووٹروں کی فہرست میں درج کردیا گیا ہے، محمد اجمل حق نے اسے ٹریبونل میں چیلنج کیا ہے، اگلی سماعت ۱۳/اکتوبر کو ہونے والی ہے، جس میں محمد اجمل حق کو ہندوستانی شہری ہونے کا ثبوت پیش کرنا ہوگا، اور امید ہے کہ وہ اس لڑائی میں کامیاب ہوں گے۔ قابل غور بات یہ ہے کہ اگر محمد اجمل حق واقعتاً بنگلہ دیشی ہیں تو ہمارے خفیہ محکمہ کی کارکردگی پر سوالیہ نشان لگتا ہے، فوج جیسے حساس محکمہ میں بحالی بڑی چھان بین کے بعد ہوتی ہے، تیس سال تک ایک آدمی کام کرتا رہا، اور وہ بھی فوج کے تکنیکی شعبہ میں اور ہمارے انٹلی جنس کو اس کی بھنک تک نہیں لگی کہ وہ بنگلہ دیشی ہے۔ اور جب رٹائر ہوگیا تو اس کی شہریت مشکوک قرار دی جارہی ہے، باخبر ذرائع کے مطابق محمد اجمل حق خالص ہندوستانی ہے، اس کے ماں باپ اس کی ولادت سے برسوں پہلے سے ہندوستان میں مقیم رہے، پھر کیوں اس کی شہریت پر بحث ہورہی ہے، جواب واضح ہے؛ اس لیے کہ وہ مسلمان ہے اور آسام میں بود وباش رکھتا ہے، اس صورت حال میں ایک محبّ وطن کو کس کرب سے گذرنا پڑ رہا ہوگا، اس کا اندازہ انہیں لوگوں کو ہے جن کو ایسے حالات سے سابقہ پڑتا ہے، محمد اجمل حق اس آزمائش پر پورا اتریں گے، اس لیے کہ ان کے پاس فوج کا جذبہ اور مسلمان کا تحمل وبرداشت ہے۔ جب محمد اجمل حق جیسے لوگوں پر غیر ملکی ہونے کی تلوار لٹکی ہوئی ہے، تو ان لاکھوں مسلمانوں کا کیا ہوگا، جو آسام میں زمانۂ دراز سے رہ رہے ہیں اور ان کو غیر ملکی قرار دینے کے لیے سارے پروپیگنڈے اپنائے جارہے ہیں۔

حادثہ

امریکہ کے لاس ویگاس شہر میں ایک میوزیکل کنسرٹ (گانے بجانے کے پروگرام) میں بائیس ہزار لوگ شریک تھے، میوزک کی دھنوں پر ان کے پاؤں رقص کررہے تھے، کہ اچانک چونسٹھ سالہ اسٹیفن پیڈوک نے گولیاں چلانی شروع کردیں، دیکھتے دیکھتے انسٹھ لوگ موقع پر ہی جاں بحق ہوگئے، پانچ سو پندرہ لوگ زخمی ہوئے، بری طرح زخمی لوگوں کی تعداد کو دیکھتے ہوئے یہ قیاس آرائی کی جارہی ہے کہ مرنے والوں کی تعداد میں اضافہ ہوسکتا ہے، میڈلے بے ہوٹل میں چل رہے اس پروگرام کا تیسرا اور آخری دن تھا، جب یہ حادثہ پیش آیا، ہوٹل کی بتیسویں منزل سے اسٹیفن نے آٹو میٹک رائفل سے دس منٹ تک مسلسل گولیاں چلائیں، امریکہ نے اسے قومی حادثہ قرار دیا ہے، اور امریکی جھنڈے کو سرنگوں کرنے (نصف جھکانے) کا حکم صدر ڈونالڈ ٹرمپ نے دیا ہے۔ قاتل لاس ویگاس سے ایک سو تیس کلو میٹر دور اپنی رہائش گاہ پر گرل فرینڈ کے ساتھ رہتا تھا، اس نے اپنے منصوبے پر عمل کرنے سے پہلے اپنی معشوقہ کو ملک سے باہر بھیج دیا تھا اور واقعہ کے بعد اسے مالی پریشانیوں کا سامنا نہ کرنا پڑے اس کے لیے اس نے اپنی معشوقہ کے کھاتے میں ایک لاکھ ڈالر ٹرانسفر کروایا تھا۔ حادثے کے بعد وہ ہوٹل کے اپنے کمرے میں مردہ پایا گیا، حادثہ کے وجوہات پردۂ خفا میں رہیں، اس وجہ سے اسے گولی ماردی گئی اور وہ وہیں ڈھیر ہوگیا۔ اس لیے اس حادثے کی وجوہات پر اٹکلیں ہی لگائی جاسکتی ہیں، بعض تنظیمیں ایسے موقع کا فائدہ اٹھا کر مفت کی ناموری حاصل کرلیتی ہیں، کبھی کسی تنظیم کو بدنام کرنے اور اپنے کو بچ نکلنے کے پھیر میں دوسری تنظیم کا نام لے لیا جاتا ہے۔ اس واقعہ میں بھی ایسا ہی ہوا، آئی ایس نام کی ایک تنظیم نے فون کے ذریعہ اس واقعہ کی ذمہ داری قبول کی، بس پھر کیا تھا ذرائع ابلاغ نے مان لیا کہ یہ اسی تنظیم کی کارستانی ہے، جب تک حملہ آور کے نومسلم اور اس کے ذمہ دار آئی ایس کے ہونے کی بات نہیں تھی، اس وقت تک سرخی تھی کہ امریکہ میں اب تک کی سب سے خطرناک گولہ باری، جیسے ہی آئی ایس نے ذمہ داری صحیح یا غلط قبول کی سرخی بدل کر ''امریکہ پر دہشت گردانہ حملہ'' کردیا گیا، اس تحقیق کی ضرورت نہیں محسوس کی گئی کہ آئی ایس کی ذمہ داری کی اطلاع دینے والا کون ہے، کہیں کوئی فرضی نام سے اس حادثے کے پیچھے کوئی کھیل تو نہیں کھیل رہا ہے، بریکنگ نیوز کو اس سے کیا لینا دینا، لطیفہ یہ ہے کہ امریکی ایجنسی ایف بی آئی نے صاف کردیا کہ اس حادثہ کا دہشت گرد تنظیم سے کوئی تعلق نہیں ہے۔ اسے کہتے ہیں مدعی سست گواہ چست!

بابری مسجد کا قضیہ

بابری مسجد معاملہ کی سنوائی کی تاریخ جیسے جیسے قریب آتی جارہی ہے، مرکزی سرکار کے چشم وابرو پر مختلف لوگوں نے عدالت سے باہر اس قضیہ کے تصفیہ کے لیے اپنی سرگرمیاں تیز کردی ہیں، یہ وہ لوگ ہیں جنہیں مسجد کی اہمیت وعظمت کا احساس قطعاً نہیں ہے اور نہ ہی وہ اس مسئلہ کے مالہ وما علیہ سے واقف ہیں، ایسی ہی ایک کوشش باہمی صلح ومصالحت کے عنوان سے ایم آئی ٹی ورلڈ پیس یونیورسٹی پونے کے چیرمین ڈاکٹر وشوناتھ کارو نے بلائی تھی، دہلی کے کانسٹی ٹیوشن کلب میں منعقد اس گول میز کانفرنس میں ڈاکٹر کارو نے جن لوگوں کو مدعو کیا تھا، اس میں مہنت رام ولاس ویدانتی، عارف محمد خان، ڈاکٹر وجے بھٹکر، سوامی اگنی ویش، فیروز بخت احمد، ڈاکٹر بدیشور شاستری، بندے راہل بدھ وغیرہ تھے، سب نے اظہار خیال کیا، گرما گرم تقریریں ہوئیں، دل کے پھپھولے پھوڑے گئے اور طے کیا گیا کہ طبقاتی ہم آہنگی کے لیے وہاں کثیر المذاہب عمارت بنادی جائے، جس میں مندر، مسجد، اسپتال، یتیم خانہ، لائبریری جیسی عمارتیں ہوں، اس تجویز کی ہوا اسی مجلس میں رام جنم بھومی نیاس کمیٹی کے سابق چیرمین مہنت رام ولاس ویدانتی نے یہ کہہ کر نکال دی کہ بات اسی وقت ہوسکتی ہے جب 2.77 ایکڑ زمین مسلمان مندر کے لیے چھوڑ دیں، پروگرام میں مسلم پرسنل لا بورڈ کا کوئی آدمی موجود نہیں تھا، بعد میں بورڈ کے رکن قاسم رسول الیاس نے کہا کہ بورڈ کو مصالحت سے پرہیز نہیں ہے، ہمارا موقف ہے کہ بات کی جائے، لیکن بابری مسجد کی جگہ سے دستبرداری کی بنیاد پر نہیں، ان دونوں ذمہ داروں کے بیان کا خلاصہ یہی ہے کہ مصالحت عدالت سے باہر ہونے کی کوئی شکل نہیں ہے۔ اور عدالت سے باہر کی مصالحت سب کے لیے قابل قبول بھی نہیں ہوسکتی ہے، اتنے دن انتظار کیا گیا، کچھ دن اور انتظار کیا جائے۔ اور خواہ مخواہ عدالت سے باہر تصفیہ کے قضیے کو طول نہ دیا جائے، خیر اسی میں ہے۔

بابا رام دیو

بابا رام دیو مذہبی پیشوا کی حیثیت سے نہیں یوگ گرو کی حیثیت سے جانے پہچانے جاتے ہیں، بابا ان کے نام کا سابقہ بن گیا ہے، اس لیے لکھنا پڑتا ہے، ورنہ وہ ایک دولت مند تاجر ہیں، پتنجلی کے نام سے دواؤں کے بڑے کاروباری ہیں، اب تو آٹے دال سے لے کر تیل صابن، شیمپو تک بیچنے لگے ہیں۔ ہندو جذبات کو استعمال کرکے اپنے کاروبار کو چمکانا انہیں خوب آتا ہے، ایک بار دہلی میں شلوار پہن کر اور منہ چھپا کر انہیں بھاگنا پڑا تھا، اس کے بعد سے ان کی زبان کچھ قابو میں آئی تھی، ادھر پھر سے ان کی زبان بے لگام ہونے لگی ہے۔

بابا رام دیو ہندو مذہب کے بارے میں کتنا جانتے ہیں اور ہندو گرنتھوں کا انہوں نے کس قدر مطالعہ کیا ہے، مجھے نہیں معلوم، لیکن یہ بات یقین سے کہی جاسکتی ہے کہ اسلام کے بارے میں ان کا مطالعہ بالکل نہیں ہے۔ اس لیے اسلام کے بارے میں جب وہ زبان کھولتے ہیں تو ان کی جہالت اور لاعلمی کھل کر سامنے آجاتی ہے، ایسا ہی ایک بیان انہوں نے انڈیا ٹی وی کے پروگرام ''آپ کی عدالت'' میں دیا، انہوں نے کہا کہ قرآن کریم میں گائے کے پیشاب کو علاج کے طور پر استعمال کرنے کی بات کہی گئی ہے، اس لیے مسلمانوں کو بھی گائے کا پیشاب استعمال کرنا چاہئے۔

انہیں اور ان کے ہم نواؤں کو معلوم ہونا چاہئے کہ اسلام میں جانور کا پیشاب، پاخانہ ناپاک ہے، اور اس قدر ناپاک ہے کہ جس چیز کو لگ جائے اسے بھی پاک کرنے کی ضرورت پڑتی ہے، غیر مسلم بھائیوں کے یہاں زمین کو گوبر سے لیپ کر پاک کیا جاتا ہے، ہمارے یہاں وہ زمین بھی ناپاک ہوجائے گی، جس پر گوبر کا لیپ کیا گیا ہو، اس لیے مسلم سماج میں گھروں اور مکانوں کی صفائی ستھرائی کے لیے اس کا استعمال نہیں کیا جاتا، چہ جائیکہ اسے کھانا پینا، اس کا تو تصور کرتے ہی ابکائی آنے لگتی ہے، مذہبی تعلیمات سے الگ ہٹ کر دیکھیں تو فطرت سلیم اور عقل سلیم اس کو کسی طرح گوارہ نہیں کرتی۔ اسلام دین فطرت ہے وہ کبھی کسی ایسی چیز کے استعمال کی اجازت دے ہی نہیں سکتا جو عقل سلیم کے خلاف ہو۔ اس لیے بابا رام دیو کو اسلام کا مطالعہ حقائق کی روشنی میں کرنا چاہئے، سنی سنائی باتیں اکثر وبیشتر غلط ہی ثابت ہوتی ہیں، اور اس کو بیان کرکے سوائے شرمندگی کے کچھ ہاتھ نہیں آتا، اللہ کرے بابا رام دیو اس رسوائی سے کچھ سبق حاصل کریں اور یہ شوشہ جس نیت سے بھی چھوڑا ہو، اس سے باز آجائیں۔

تاج محل غائب

اتر پردیش کے وزیر اعلیٰ یوگی آدتیہ ناتھ کی خواہش ہے کہ ہندوستان سے مسلم دور حکومت کی تمام یادگاروں کو کھرچ کھرچ کر مٹا دیا جائے۔ پہلے مرحلہ میں انہوں نے کئی شہروں کے نام بدلنے کی کوشش کی، مغل سرائے، الہ آباد، مغلوں اور اللہ سے جڑے ہوئے نام ہیں، اس لیے یوگی حکومت کے لیے یہ قابل قبول نہیں ہیں اور اسے بدلنے کی کارروائی تکمیل کے مرحلے میں ہے، دیوبند کا نام بھی بدلنا زیر غور ہے، اور کسی بھی وقت اسے کوئی دوسرا نام دیا جاسکتا ہے، مسلمانوں کو اس سے کوئی خاص فرق اس لیے نہیں پڑتا کہ دیوبند کی عالمی شہرت اس کے نام کی وجہ سے نہیں دار العلوم کی وجہ سے ہے، ان حرکتوں کو ہم برا اس لیے مانتے ہیں کہ ہر نام کے پیچھے ایک تاریخ ہوتی ہے، نام کی تبدیلی سے اسکالروں کو پریشانی کا سامنا کرنا پڑتا ہے، ورنہ نام میں کیا رکھا ہے۔ بنارس وارانسی اور مدراس چنئی کردیا گیا تو کیا لوگ بنارس اور مدراس کو بھول گئے، آج بھی وارانسی سے زیادہ بنارس ہی بولا جاتا ہے، کیوں کہ یہ زبان زد عوام وخواص ہے۔ یوگی حکومت نے ایک دوسری حرکت یہ کی ہے کہ سیاحتی مقامات کی فہرست سے دنیا کے ساتویں عجوبہ تاج محل کو غائب کردیا ہے، پہلے عدالت میں درخواست دی گئی کہ یہ کسی بھگوان کا مندر ہے، عدالت نے جب اسے ماننے سے انکار کردیا اور صاف کہہ دیا کہ یہ مقبرہ ہے اور اس پر بنی عمارت تاج محل ہے تو یوگی سرکار نے اسے فہرست سے ہی خارج کردیا۔ یوگی آدتیہ ناتھ کا تاج محل سے بیر کوئی نیا نہیں ہے، وہ سی ایم بننے سے پہلے بھی اپنی ریلیوں اور بھاشنوں میں تاج محل کو ہندوستانی سیاحت میں اہمیت دینے کی مخالفت کرتے آئے ہیں، بہار میں جب اسمبلی الیکشن ہورہا تھا، اس موقع پر بھی انہوں نے دربھنگہ کی ریلی میں اپنے بھاشن میں تاج محل کی تاریخی اور سیاحتی اہمیت کا انکار کرتے ہوئے اس کو ہندوستان کی تہذیبی علامت قرار دینے کی مخالفت کی تھی۔

پوری دنیا جس عمارت کو عجوبہ سمجھتی ہے، اور آگرہ کی شہرت پوری دنیا میں جس وجہ سے ہے، اس کو نکال باہر کرنا یوگی جی کی فرقہ پرستانہ ذہنیت کی غماز ہے، اور ملک کی تہذیب وثقافت کے لیے خطرہ ہے، تاریخ ماضی کا آئینہ ہوتی ہے، تاج محل اپنی شان وشوکت کے ساتھ باقی ہے، نام کے غائب کرنے سے اس کا وجود نہیں مٹ سکتا، وہ اس ہندوستان میں مغلیہ حکومت کی یادگار رہے، اور ماضی کی طرح مستقبل میں بھی وہ اپنے جلوے بکھیرتا رہے گا۔

یادوں کے چراغ

حضرت مولانا محمد طیبؒ

: ایڈیٹر کے قلم سے

جامعہ عربیہ اشرف العلوم کنہواں کے سابق متولی وناظم، معروف عالم دین، حامل شریعت، واقف اسرار طریقت مخدوم بہار کے لقب سے مشہور حضرت مولانا محمد طیب بن شیخ عبد اللہ بن حاجی شیخ چندو بن شیخ نڈرک بن شیخ ادھیکاری کی ولادت ایک اندازہ کے مطابق ۱۳۰۱ھ میں شمالی بہار کے مشہور قصبہ کنہواں، پریہار، موجودہ ضلع سیتامڑھی میں ہوئی، ابتدائی تعلیم کنہواں ہی میں واقع ہزاری شاہ تالاب کے ساحل پر واقع ایک اسکول میں پائی، ماسٹر رمضان علی کے سامنے زانوئے تلمذ تہہ کیا، لیکن عصری علوم کی طرف طبیعت کا میلان نہیں تھا، اس لیے دینی تعلیم کے لیے کنہواں میں ہی محمد علی میاں جی کی خدمت میں جانے لگے، یہاں سے کسب فیض کے بعد حافظ محمد عیسیٰ بن منشی محمد بدرالدین سے ناظرہ قرآن کی تکمیل فرمائی، اورانہیں کے درس میں حفظ قرآن مکمل کیا، اور ایسے حافظ ہوئے کہ حافظ طیب کے نام سے ہی جانے جاتے رہے، حافظ محمد عیسیٰ صاحب کے وصال کے بعد حافظ عبد الحلیم اندولوی (متوفی ۱۳۸۹ھ) کو دور سنایا اور پھر عبدالحافظ عرف حافظ بادشاہ (متوفی ۱۳۶۳ھ) کی خدمت میں مدرسہ اسلامیہ قرآنیہ سمرا موجودہ ضلع مغربی چمپارن تشریف لے گئے، اور وہاں کی خصوصیات کے ساتھ کامل اور مکمل حافظ ہوکر لوٹے، عربی وفارسی کی ابتدائی تعلیم مولانا جمال احمد خستہ مکیاوی (متوفی ۱۳۹۲ھ) سے بلوا راجپور میں حاصل کی اور آوا پور میں تدریسی خدمات سے لگ گئے، جامعہ عربیہ اشرف العلوم کنہواں کے قیام کے بعد مولانا اپنے وطن کنہواں لوٹ آئے اور مدرسہ کے تولی بنائے گئے، تولیت کے ساتھ آپ نے تعلیم بھی جاری رکھی، پہلے صوفی رمضان علیؒ (متوفی ۱۳۴۱ھ) سے پڑھنا شروع کیا اور تین سال بعد حضرت صوفی صاحب کا وصال ہوگیا تو حضرت مولانا عبدالعزیز بسنتیؒ کی درسگاہ میں زانوئے تلمذ تہہ کیا اور شرح جامی تک کی تعلیم حاصل کی ،اس دور میں انہوں نے حضرت مولانا محمد عثمان صاحب (متوفی ۱۳۹۷ھ) سے بھی تعلیم پائی، جوان دنوں اشرف العلوم کے موقر استاذ تھے، متوسطات تک کی تعلیم کے بعد مدرسہ حنفیہ آرہ تشریف لے گئے، وہاں حضرت مولانا مسلم صاحب (متوفی ۱۳۷۸ھ) سے بخاری شریف پڑھی، اور اس طرح علوم متداوالہ کی تکمیل ہوئی، سال ۱۳۴۸ھ کا تھا، ۱۳۵۱ھ تک آپ موروثی زمین پر کاشت کاری میں لگے رہے، ۱۳۵۲ھ میں مدرس کی حیثیت سے بحالی ہوئی، ۱۳۶۳ھ تک پورے گیارہ سال تدریسی خدمت میں لگے رہے، محرم ۱۳۶۲ھ میں جب مولانا عبدالعزیز بسنتیؒ (متوفی ۱۳۷۲ھ) نے نظامت سے استعفیٰ دے دیا تو آپ ناظم مقرر ہوئے اور دو سال تک اسی عہدہ پر رہنے کے بعد ۱۳۶۴ھ میں بیریا رام پور کیسریا، ضلع مشرقی چمپارن تشریف لے گئے اور مدرسہ اسلامیہ انجمن رفاہ المسلمین میں محرم الحرام ۱۳۷۲ھ تک درس وتدریس کے ساتھ انجمن کی ترقی میں اپنی حصہ داری نبھائی ،وہاں سے ۱۳۷۲ھ میں پیرومرشد حضرت مولانا عبدالعزیز بسنتیؒ کی رحلت کی خبر سن کر وطن واپس آگئے، اشرف العلوم میں نظامت کی جگہ خالی تھی، چنانچہ مولانا محمد نورالحسن سنگھاچوری (متوفی ۱۳۸۶ھ) کی صدارت میں منعقد ایک میٹنگ میں بالاتفاق اس عہدے کے لیے آپ کو منتخب کرلیا گیا، اس کے بعد آپ تازندگی اس منصب جلیلہ پر فائز رہے۔آپ کی دعاء نیم شبی وآہ سحر گاہی اور جدوجہد سے مدرسہ اشرف العلوم ترقی کے بام عروج پر پہونچا، آپ کے اوراد واشغال اور موثر دعا وتعویذ سے بھی اس مدرسہ کا حلقۂ اثر بڑھا اور وہ شمالی بہار کے اداروں میں ممتاز، بافیض اور رسوخ فی العلم کا سبب بنا۔

جیسا کہ پہلے مذکور ہوا، حضرت مولانا محمد طیب صاحب کو اجازت وخلافت حضرت مولانا عبدالعزیز بسنتیؒ سے حاصل تھی، مولانا عبدالعزیز بسنتیؒ کو خلافت مولانا محمد عارف صاحب ہرسنگھ پوریؒ سے حاصل تھی، خلافت حضرت کو کب ملی، یقینی تاریخ کا علم نہیں لیکن مدرسہ رفاہ المسلمین بیریا رام پور چمپارن کی ملازمت سے قبل آپ کو خلافت مل گئی تھی، ایسا قرائین سے معلوم ہوتا ہے، حضرت بسنتیؒ کے علاوہ آپ کو حضرت حکیم جمال اللہ ٹھنگولوی خادم خاص مولانا محمد علی مونگیری سے بھی خلافت حاصل تھی۔

حضرت مولانا محمد طیب صاحب انتہائی شریف النفس، سادہ دل، ذاکر وشاغل، تلاوت قرآن کریم کے عادی، مہمان نوازی میں ممتاز، فرائض وواجبات کے ساتھ سنن ونوافل، اشراق، چاشت، تہجد اور نفلی روزوں کے انتہائی پابند بزرگ تھے ۱۴۰۴ھ مطابق ۱۹۸۴ء میں آپ پر جب فالج کا حملہ ہوا تو معمولات میں قدرے فرق واقع ہوا، تجارت کی سنت پر عمل کی نیت سے چھوٹی سی کتاب اور دوا کی دکان تھی، برکت ایسی تھی کہ حضرت پر زکواۃ فرض ہو جاتی تھی، دعا وتعویذ کرانے والوں کی بھیڑ ہوتی تھی، اس کے علاوہ متوسلین، معتقدین اور مریدین کی بھی اچھی خاصی تعداد تھی، حضرت کے خلفاء میں بارہ حضرات کے نام لیے جاتے ہیں، جن میں سے کئی اللہ کو پیارے ہوگئے ، باحیات نامور خلفاء میں حضرت مولانا اظہار الحق مظاہری اور مولانا حکیم ظہیر احمد قاسمی کا نام لیا جاسکتا ہے، یہ دونوں حضرات اسلاف کی صحیح تصویر ہیں، اور حضرت کا فیض ان دونوں کے واسطے سے الحمدللہ جاری ہے۔

احقر (محمد ثناء الہدیٰ قاسمی) پر بھی آپ کی شفقت وتوجہ بہت تھی، اسی توجہ کے طفیل ان کی زندگی اور ان کے بعد مدرسہ اشرف العلوم کنہواں کے سالانہ امتحان میں بحیثیت ممتحن بلایا جاتا رہا، اور اس کم علم کی پذیرائی کرکے، حوصلہ بڑھا کر کلاہ دہقاں کو عروج بخشا۔ایک بار کا واقعہ ہے کہ میں نے اپنے ایک شاگرد کو جس کے والد تعلیم چھڑا کر اسے کام میں لگانا چاہتے تھے، میں نے اس کے والد سے اس ے مانگ لیا اور اس کا تعلیمی سفر تربیت کے ساتھ جاری رہے،، یہ سوچ کر کنہواں بھیج دیا، بقرعید کے بعد کا وقت تھا، مدرسہ میں داخلہ کب کا بند ہو چکا تھا، میں نے اس لڑکے کو ساز وسامان کے ساتھ بھیجا اور ایک خط حضرت کو لکھا کہ یہ لڑکا مجھے چندہ میں ملا ہے اور چندہ کے بارے میں مشہور ہے کہ قبضہ نہ کیا جائے تو ضائع ہو جاتا ہے، اس لیے آپ اس کا داخلہ کرلیں تاکہ یہ ضائع ہونے سے بچ جائے، حضرت نے سارے اصول وضوابط کو بالائے طاق رکھ کر اس لا داخلہ لے لیا اور اپنی تربیت میں رکھا آج وہ لڑکا کامیاب زندگی گذار رہا ہے، داخلہ وغیرہ کے سلسلہ میں حضرت کی رائے حضرت مولانا قاری صدیق صاحبؒ سے بہت ملتی جلتی تھی۔ حضرت کا سخن تکیہ ''سمجھئے سمجھئے کہ'' تھا، اس لیے ان کی باتیں آسانی سے سمجھ میں آجاتی تھیں، سال میں ایک بار سفر امتحان کے بہانے کنہواں کا ہوجاتا تھا اور حضرت کی زیارت کی سعادت مل جایا کرتی تھی، انتقال کے بعد بھی وہاں کے اکابر کی توجہ احقر پر ہے اور اب جب وہ یاد کرتے ہیں تو فاتحہ خوانی کی نیت سے حاضری کو سعادت سمجھتا ہوں۔ حضرت نے لمبی عمر پائی، مرض الموت بلڈ پریشر سے شروع ہوا، پھر فالج کا حملہ ہوا، اسی حالت میں جامعہ کی ضرورت اور مسجد کی تعمیر کے سلسلہ کا سفر کرتے رہے، اسی طرح کئی سال گذرے، بالآخر ۱۴/ جمادی الاخریٰ ۱۴۱۱ھ مطابق ۲/ جنوری ۱۹۹۱ء بروز بدھ صبح سویرے چھ بج کر پچپن منٹ پر داعیٔ اجل کو لبیک کہا اور مدرسہ سے متصل جانب شمال ایک احاطہ میں تدفین عمل میں آئی، اب یہ قطعۂ اراضی ''مزار طیبی'' کے نام سے معروف ہے۔ ''آرام گہہ ریاض عدن'' سے سال وفات ۱۴۱۱ھ نکلتا ہے۔

حضرت کی اہلیہ مسماۃ زہرہ خاتون کا انتقال محرم ۱۴۰۳ھ مطابق ۱۹۸۳ء میں پہلے ہی ہو چکا تھا، ایک صاحبزادی بدرالنساء ۱۴۰۶ھ میں اور صاحبزادہ محمود عالم ۱۵/ شعبان ۱۴۰۸ھ مطابق ۱۹۸۸ء میں پہلے ہی انتقال کر چکے تھے ۔پس ماندگان میں پوتے پوتیوں، نواسے نواسیوں سے بھرا پُرا خاندان ہے۔ علمی اور روحانی یادگار جامعہ عربیہ اشرف العلوم کنہواں اور ہزاروں مریدین ہیں، جو حضرت کے صدقۂ جاریہ ہیں، اللہ سے دعاء ہے کہ ان کی مغفرت فرمائے، ان کے درجات بلند کرے اور ہم سب کو ان کے نقش قدم پر چلنے کا حوصلہ وجذبہ عطا فرمائے، جامعہ عربیہ اشرف العلوم کنہواں کو نظر بد سے بچائے، شرور وفتن سے محفوظ رکھے۔آمین!

کتابوں کی دنیا

تبصرہ کے لیے کتابوں کے دو نسخے آنے لازمی ہیں

قرض کے آداب

: مفتی محمد ثناء الہدیٰ قاسمی

قرض کا حصول انسانی ضرورت ہے، اس ضرورت کی تکمیل کے لیے کچھ لوگ قرض دینے والے ہوتے ہیں اور کچھ ضرورت مند مقروض، شریعت اسلامی نے دوسرے تمام امور کی طرح اس مسئلہ میں بھی بھرپور رہنمائی فرمائی ہے، اور قرض دینے اور لینے والے کے لیے الگ الگ اصول بنائے ہیں، تنگ دست مقروض کو مہلت دینے اور معاف کرنے کی فضیلت بتائی ہے، احادیث میں قرض کی ادائیگی کے لیے دعائیں مذکور ہیں، دوسری طرف قرض ادا نہ کرنے پر وعیدیں آئی ہیں اور وسعت کے باوجود قرض کی ادائیگی میں ٹال مٹول کو ظلم قرار دیا گیا ہے، میت کے ذمہ اگر قرض ہو تو وارثین کو ترکے کی تقسیم سے قبل ادا کرنے کا حکم دیا گیا ہے، لیکن واقعہ یہ ہے کہ ہمارے اس دور میں شدید ضرورت پر بھی مالدار قرض دینا نہیں چاہتا، وہ بینک میں رکھ کر اپنے مال میں اضافہ کرتا رہتا ہے، لیکن قرض دے کر کسی ضرورت مند کی ضرورت پوری کرنے کے لیے آگے نہیں آتا۔ دیہاتوں میں مہاجنی سود رائج ہے، مسلمانوں میں دینے والوں کا تناسب تو نہ کے برابر ہے، لیکن سود پر رقم لے کر اپنی ضرورت پوری کرنے والوں کی تعداد اچھی خاصی ہے۔کمی صرف دینے والوں میں ہی نہیں، کوتاہی لینے والوں میں بھی ہے، وسعت کے باوجود قرض کی ادائیگی میں ٹال مٹول کرتے رہتے ہیں، بعضوں کے ہاتھ اتنے بھاری ہوتے ہیں کہ قرض کی واپسی کے نام پر اٹھتے ہی نہیں اور قرض دینے والا پریشان ہوکر رہ جاتا ہے۔

ضرورت تھی کہ اس سماجی مسئلہ پر قرآن واحادیث اور فقہاء کے ارشادات کی روشنی میں کوئی کتاب ہو، جو لوگوں تک پہونچائی جائے، تاکہ اس سلسلہ کی بے راہ روی کا خاتمہ ہو سکے، قابل مبارک باد ہیں مولانا محمد خالد ضیاء صدیقی ندوی صاحب، جنہوں نے انتہائی سہل، آسان اسلوب، اور عام فہم زبان میں ''قرض کے آداب'' کے نام سے ایک مجموعہ مرتب کر دیا ہے، جس میں اس سلسلے کی بہت ضروری، مفید اور کارآمد باتیں آگئی ہیں، مولانا محمد خالد ضیاء صدیقی کا علم پختہ ہے، اور انہیں اردو اور عربی دونوں زبانوں پر قابل رشک قدرت حاصل ہے۔

۶۰ صفحات پر مشتمل یہ کتاب امام بخاری ریسرچ اکیڈمی علی گڑھ سے شائع ہوئی ہے، جس کے ڈائرکٹر مولانا محمد غزالی ندوی صاحب ہیں، جن کا دیباچہ بھی اس کتاب میں مذکور ہے۔مولانا خالد کے استاذ مولانا سراج اکرم ہاشمی نے اظہار فرحت ومسرت کیا ہے، پیش لفظ مؤلف کے بھائی مولانا احمد ضیاء صدیقی کا ہے، کمپوزنگ ابوطلحہ بنارسی کی ہے، انتساب نصف درجن سے زائد لوگوں کے نام ہے، ملنے کے پتے آٹھ ہیں، جن کا تعلق علی گڑھ، دیوبند اور لکھنؤ سے ہے، بہار میں لینا ہو تو ادارہ سبیل الشریعہ رحمت نگر، آواپور، شاہ پور سیتامڑھی سے پچاس روپئے قیمت ادا کرکے حاصل کر سکتے ہیں، کتاب مختصر، جامع اور انتہائی مفید ہے۔

قرض سے متعلق احادیث

☆رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ کوئی شخص اس حالت میں مرجائے کہ اس پر ایک دینار یا درہم قرض باقی ہو تو اسوقت جب درہم ودینار کام نہیں آئیگا، اسکی نیکیوں کے ذریعے قرض ادا کیا جائیگا۔(ابن ماجہ)

☆ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اللہ کے راستے میں شہید ہونیوالے کا ہر گناہ معاف ہو جاتا ہے، سوائے قرض کے (مسلم)

☆ حضرت ابوقتادہؓ فرماتے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ''جو شخص یہ چاہتا ہو کہ اللہ تعالیٰ اس کو قیامت کے دن کی تکلیفوں سے نجات دے وہ کسی مُفلِس کو مہلت دے یا اس کا قرض معاف کر دے۔(مسلم)

☆حضرت ابوہریرہ سے مروی ہے کہ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس نے تنگ دست کو مہلت دی یا اس کا قرض معاف کر دیا اللہ تعالیٰ قیامت کے دن اسے عرش کے سائے میں رکھے گا جبکہ اس کے سوا کوئی سایہ نہ ہوگا۔(ترمذی)

یشونت کے درد کا مداوا

سید مجاہد حسین

اس میں کوئی شبہ نہیں کہ کسی ریاست یا ملک کی بہتر اقتصادی حالت اورعمدہ معیشت اس کی ترقی کی کلید ہوتی ہے،اگر معاشی نظام ڈگمگانے لگے تو حکومتوں کی پالیسیوں اور کام کاج کے طورطریقوں پر سوال کھڑے ہونے لگتے ہیں،ایک جمہوری نظام حکومت میں اپوزیشن گرچہ سرکار کے کاموں میں نکتہ چینی کرنے کا مجاز ہوتا ہے کہ اس کی ہر بات کو غلط اورناکارہ سمجھ کر ردی کی ٹوکری میں نہ ڈالا جائے،وطن عزیز میں سیاسی لیڈران کا یہ ذہن بن چکا ہے کہ اپوزیشن لاکھ تلخ حقیقت بیان کرتا رہے،اس پر کان ہی نہیں دھرا جاتا؛ بلکہ اسے یکسر نظر انداز کردیا جاتاہے،مشکل تب آن کھڑی ہوتی ہے،جب اپنے بھی آواز اٹھانے لگیں،موجودہ وقت میں بی جے پی حکومت کی اقتصادی پالیسیوں پر اپوزیشن کی نکتہ چینی اوراس پر سرکار کی سردمہری والا رویہ اس کی ایک واضح نظیر ہے،اٹل بہاری واجپئی حکومت میں وزیرخزانہ رہے یشونت سنہا نے جب اپنی ہی سرکار کی اقتصادی پالیسیوں کو ہدف تنقید بنایا اورحکومت پر تیز وار کیئے تو اس سے بی جے پی حکومت کا سکتے میں آجانا فطری بات تھی، چونکہ پہلے ہی وہ اپوزیشن کے اعتراضات اورالزامات کوجھیلتی آرہی ہے،لہذا اپنے سینئر لیڈر کی بات کوبھی خارج کردیا،بی جے پی کے دولیڈران اپنی حکومت کے دفاع میں اترآئے اورانہوں نے اپنی خفت کودورکرتے ہوئے کہا دنیا ایسا نہیں مانتی، وزیرداخلہ راجناتھ سنگھ نے کھل کر اپنے سینئر لیڈر کے تأثرات کوخارج کرتے ہوئے کہاکہ جی ڈی پی میں اضافہ ہوا ہے اوریشونت غلط کہہ رہے ہیں،مرکزی وزیر پیوش گوئل بھی جیٹلی کے دفاع میں کھڑے نظرآئے ،لیکن انہوں نے دبے لفظوں میں یہ تسلیم کیا کہ نوٹ منسوخی اورجی ایس ٹی جیسے قدم جب اٹھائے جاتے ہیں تو بے یقینی کیفیت کا پیدا ہونا لازمی بات ہے۔

ظاہرہے بی جے پی اپنے دفاع میں اس سے زیادہ کچھ اورکہہ بھی نہیں سکتی، کیوں کہ اس وقت وہ اپنوں کے ہی حملوں سے نبردآزما ہے، اس سے انکار نہیں کیا جاسکتا کہ این ڈی اے نے اقتدار میں آنے سے قبل جووعدہ کئے تھے،ان کے تناظر میں یہ امید لگائی جانے لگی تھی کہ ملک کی اقتصاری حالت میں بہتری آئے گی اورمعیشت کی رفتار تیز ہوگی،اس وقت سب سے زیادہ کالے دھن کو واپس لانے پر زوردیا گیا،غریبوں سے غریبی دورکرنے اور ہرشہری کے اکاؤنٹ میں پندرہ پندرہ لاکھ روپے جمع کرانے کے سنہرے خواب دکھائے گئے ؛لیکن ابھی یہ وعدہ پورے بھی نہیں کئے گئے تھے کہ حکومت نے بڑے نوٹوں کی منسوخی اوراس کے بعد ملک میں یکساں ٹیکس نظام نافذ کرنے کے اقدامات کرڈالے،نوٹ منسوخ کرنے کے پیچھے عذر یہ پیش کیا گیا کہ اس سے نہ صرف بلیک منی پر لگام لگے گی ، کالا پیسہ ملک میں واپس آئے گا ؛ بلکہ دہشت گردی کی بھی کمر ٹوٹے گی ، ساتھ ہی پنپ رہی بدعنوانی کا خاتمہ ہوگا؛ لیکن بدقسمتی سے کوئی ایک مقصد بھی پورا نہ ہوسکا ، پھر بھی حکومت خود اپنی پیٹھ تھپتھپانے میں پیش پیش رہی اور یہی دعویٰ پھربھی کررہی ہے کہ نوٹ منسوخی سے اقتصادی نظام مضبوط ہوا ہے اوراپوزیشن کا اعتراض بے جا ہے۔سوال یہ ہے کہ کیا وہ اپنے جوابوں سے اپنی ہی پارٹی کے لیڈران کومطمئن کرپائے گی ، جوآج یہ کہنے پر مجبور ہیں کہ اگرانہوں نے زبان نہیں کھولی تو یہ ملک کے لیے نقصان دہ ہوگا ؟ یشونت سنہا نے اپنے قلم کے ذریعہ کیا سرکار کی غلط رہنمائی کی ہے،جبکہ وہ بھی ایک وزارت سنبھالنے کا تجربہ رکھتے ہیں،یہ سچائی ہے کہ سنہا واجپئی حکومت میں ایک باصلاحیت اورقابل قدر وزیرخزانہ رہے ہیں،وزیرخزانہ ارون جیٹلی ان کے تجربات کی روشنی میں اٹھائے گئے اعتراضات کومہمل نہیں ٹھہراسکتے،سنہا نے اپنے مضمون میں حکومت کو اس کی ناقص پالیسیوں کے نتائج سے نہ صرف باخبر کرنے کی کوشش کی ہے؛ بلکہ حکومت کی ٹھیک ٹھیک رہنمائی بھی کی ہے،انہوں نے تنقید کرتے ہوئے لکھا ہے کہ نوٹ بندی اورجی ایس ٹی کے ناقص نفاذ نے مالی بدانتظامی پیدا کی اوردونوں نے معیشت کا بیڑہ غرق کردیا ہے، (حقیقی) اقتصادی ترقی کی شرح سب سے نچلی سطح پر چلی گئی ہے، بے روزگاری اورمہنگائی بڑھی ہے اورنوٹ بندی ایک اقتصادی آفت بن کرٹوٹی ہے،نوکری کے مواقع ختم ہوگئے ،انہوں نے وزیرخزانہ ارون جیٹلی کی صلاحیت وقابلیت پر بھی بڑے سوال کھڑے کیئے ہیں،حقیقت یہی ہے کہ یشونت سنہا نے بی جے پی کی پالیسیوں پر بڑا تیز وتند حملہ کیا ہے۔بڑا سوال یہ ہے کہ سنہا کیا سابقہ بی جے پی حکومت میں نااہل وزیر تھے کہ بی جے پی ان کے تأثرات واعتراضات کوبھی قبول کرنے کوتیارنہیں؟ کاش بی جے پی اپنے زعم اقتدار کے آگے اپوزیشن اورعوام کے درد کوسمجھ لیتی تو اسے آج یشونت سنہا کے سنگین حملوں کا نشانہ نہ بننا پڑتا۔

عدالتوں پر بڑھتا مقدمات کا بوجھ

ملک میں عدالتوں کا کام کس طرح چل رہاہے اوران پر مقدمات کا کتنا بوجھ ہے، یہ کسی سے مخفی نہیں،حکومت بھی وقتاًفوقتاًاس کا اعتراف کرتی رہتی ہے اورکہتی رہتی ہے کہ وہ عدلیہ کے بوجھ کوکم کرنا چاہتی ہے اوراس کے لیے قدم اٹھارہی ہے،لیکن حقیقت یہ ہے کہ کبھی مقدمات کے انبار میں کمی نہیں آئی،البتہ مقدمات کا تصفیہ کرنے والے ججوں کی تعداد میں ضرور کمی ہوتی نظر آئی،15 نومبر 2016 کے ہندوستان ٹائمز میں ایک رپورٹ شائع ہوئی تھی،جس میں بتایا گیا تھا کہ 30 ملین مقدمات ملک کی مختلف عدالتوں میں معلق پڑے ہیں،جبکہ سپریم کورٹ میں 5،ہائی کورٹوں میں 464اورضلعی وذیلی عدالتوں میں 4166اسامیاں خالی پڑی ہیں،گزشتہ سال اپریل میں ایک پروگرام کے دوران وزیراعظم نریندرمودی کی موجودگی میں اس وقت کے چیف جسٹس آف انڈیاٹی ایس ٹھاکر نے کہا کہ مقدمات کے انبارکوختم کرنے کے لیے ملک کو 70 ہزار ججوں کی ضرورت ہے،ایک دوسری رپورٹ میں بتایا گیا تھا کہ 60 ہزار مقدمات سپریم کورٹ ، 42 لاکھ ہائی کورٹوں میں اور 2ء7 کروڑضلعی اورذیلی عدالتوں میں فیصلے کا انتظار کررہے ہیں،انڈین اکسپریس 15 جنوری 2017 کی رپورٹ میں ہے کہ ضلعی عدالتوں میں 2ء8 کروڑ مقدمات معلق پڑے ہیں اورججوں کی پانچ ہزار اسامیاں خالی ہیں،جبکہ ٹائمزآف انڈیا 18 جنوری 2017 کا کہنا ہے کہ 28 جنوری 1950 کو اپنے قیام کے بعد ہی سپریم کورٹ میں اوسطا ہرسال 690 مقدمات معلق ہورہے ہیں،حالانکہ ججوں کی تعداد 8 سے بڑھ کر 31 ہوچکی ہے،اس طرح وہاں ستمبر 2016 تک 60938 مقدمات جمع ہوچکے ہیں،تازہ رپورٹ دی ہندو 18 ستمبر 2017 کی ہے،جس میں بتایا گیا ہے کہ اس وقت ملک کے 6 ہائی کورٹوں میں مستقل چیف جسٹس نہیں ہیں،قائم مقام چیف جسٹس سے کام چلایا جارہاہے اوروہ ہائی کورٹ کلکتہ،حیدرآباد، دہلی، ہماچل پردیش، جھارکھنڈ اورمنی پور ہیں،جبکہ سال کے آخر تک مزید تین ہائی کورٹوں کے چیف جسٹس ریٹائرڈ ہوجائیں گے۔

دراصل عدالتوں سے جتنے مقدمات کے فیصلے نہیں سنائے جاتے،ان سے کہیں زیادہ مقدمات وہاں روزانہ پہونچتے ہیں،ایسے میں بوجھ کیسے کم ہوگا وہ تو بڑھے گا ہی،ججوں کی تعداد بھی مقدمات کے حساب سے نہیں بڑھائی جارہی ہے،نہ تو پہلے سے خالی اسامیاں بھری جارہی ہیں اورنہ اب ریٹائرڈ ہونے والے ججوں کی جگہ نئی تقرری کی جارہی ہے،موجودہ ججوں پرہی کام کا بوجھ بڑھاکرکسی طرح کام چلایا جارہاہے،تب ہی تو چھ ہائی کورٹوں میں باقاعدہ چیف جسٹس تک نہیں ہیں،ہندوستان ٹائمز کی رپورٹ کے مطابق امسال جولائی سے تقرری کا عمل کافی دھیما ہے،جسٹس جے ایس کھیہر کے ریٹائرمنٹ اورجسٹس دیپک مشرا کے نئے چیف جسٹس آف انڈیا بننے کے بعد کوئی تقرری نہیں ہوئی ہے، کیوں نہیں ہوئی ہے،اس کا جواب کبھی اطمینان بخش نہیں دیا جاتا،عدلیہ کوحکومت سے شکایت اورحکومت کوعدلیہ سے شکایت سننے کوملتی ہے، وہ شکایتیں کس طرح دور ہوں گی اورکون دورکرے گا، یہ نہیں بتایا جاتا،عدالتوں سے نہ تو وقت پر مجرموں کوسزا ہو پارہی ہے اورنہ متاثرین کوانصاف مل پارہاہے،قانونی لڑائی اتنی لمبی ہوجاتی ہے کہ لوگوں کو یاد بھی نہیں رہتا ہے کہ کس کے خلاف کون سا مقدمہ چل رہاہے،جس وقت مقدمہ دائر کیا جاتاہے،اس وقت اورجس وقت فیصلہ سنایا جاتاہے،اس وقت خبروں سے پتہ چلتاہے کہ فلاں کے خلاف مقدمہ چل رہاتھا،اگرمیڈیا کے ذریعہ ان کی خبریں نہ آئیں تو یہ بھی پتہ نہیں چلے گا،بسااوقات لمبی قانونی لڑائی کی وجہ سے مقدمے کا مقصد ہی فوت ہوجاتاہے،کبھی کبھی مجرمین کی موت ہوجاتی ہے یا حالات بدل جانے کی وجہ سے عرضی گزاروں کی دلچسپی مقدمے میں ختم ہوجاتی ہے۔

کسی بھی ملک کے لوگ عدلیہ پرہی سب سے زیادہ بھروسہ کرتے ہیں؛ کیوں کہ وہاں وہ اپنی بات کھل کر کہہ سکتے ہیں اوران کی بات سنی بھی جاتی ہے اورانہیں وہاں سے انصاف ملنے کی توقع ہوتی ہے، ورنہ حکومت سے وہ اپنی شکایت کرتے رہتے ہیں؛ لیکن ان کی شکایتیں بہت کم سنی جاتی ہیں،ایسے میں اگرعدلیہ میں ججوں کی کمی کے باعث مقدمات کی سماعت میں سست رفتاری سے چلے گی توایک عام آدمی اپنی استطاعت کے مطابق جلدی انصاف کی امید کیسے کرسکتاہے،ہمیں یہ نہیں بھولنا چاہئے کہ مقدمات طول پکڑنے سے اخراجات بڑھتے ہیں اورایک عام آدمی کے لیے ان اخراجات کوبرداشت کرنا مشکل ہوتاہے،شایداسی وجہ سے بہت سے لوگ ظلم برداشت کرتے ہیں اورعدالتوں کا دروازہ نہیں کھٹکھاتے ہیں کہ قانونی لڑائی بہت طویل ہوگی،اس سے ان کی پریشانی اوربڑھ جائے گی،مقدمات کی طویل سماعت بڑے لوگوں اورمجرموں کے لیے ہمیشہ فائدہ مند رہتی ہے؛ کیوں کہ اس کی وجہ سے انہیں چھوٹ ملتی رہتی ہے اوروہ سزا سے بچتے رہتے ہیں؛ لیکن متاثرین کے لیے نقصان دہ ہوتی ہے،باربار عدالتوں کے چکرلگانے سے ان کی پریشانی اوربھی بڑھ جاتی ہے،ایسی بات نہیں ہے کہ عدالتوں میں مقدمات کا بوجھ کم کرنے پرغورنہیں کیا جاتاہے،ہمیشہ یہ بات اٹھائی جاتی ہے اور حکومت بھی یقین دلاتی رہتی ہے کہ وہ اس سلسلہ میں ضروری قدم اٹھائے گی،لیکن جیسے اقدامات کی ضرورت ہے، ویسے نہیں کئے جاتے،ججوں کی کمی یا مقدمات کے انبار کے لیے حکومت عدلیہ کو ذمہ دارٹھہراتی ہے اور عدلیہ حکومت کو،حقیقی صورت حال کیا ہے یہ بات عوام کے سامنے کبھی نہیں آتی،عوام کواس سے مطلب بھی نہیں ہے،انہیں تو جلد انصاف سے مطلب ہے،جس کو یقینی بنانے کے لیے دہائیوں سے کچھ نہیں کیا جارہاہے۔

معلم کائنات کا ازدواجی پہلو

مفتی محمد عبداللہ قاسمی

آپ ﷺ کی سیرت طیبہ ایک سدابہار گلشن ہے جس میں عفت و پاکدامنی، عفوو کرم، جود وسخا، حلم و بردباری اورتحمل مزاجی و وسعت ظرفی کے یاسمین ونسترن چہار سو پھیلے ہوئے ہیں، آپ ﷺ کے اخلاق وکردار کی خوشبو مشام جان کو معطر کرتی ہے، قلب ودماغ کو فرحت وتازگی بخشتی ہے، اورانسان کے اخلاق ورجحانات کو نئی سمت عطا کرتی ہے، آپ ﷺ کی حیات طیبہ کا ہر پہلو پوری انسانیت کے لئے مشعل راہ ہے، آپ ﷺ کی زندگی کا ہر زاویہ بے غبار اور بے آمیز ہے، اس پر کسی نقد وتبصرہ کی گنجائش نہیں ہے، اس پر کسی قسم کی نکتہ چینی اوراس میں خردہ گیری چاند پر تھوکنے کے مماثل ہے، آپ ﷺ کی حیات طیبہ ایک ایسا صاف وشفاف آئینہ ہے جس میں ہر انسان کو اپنی اخلاقی شکل وصورت کی تزئین وآرائش کی ضرورت ہے۔

دشمنان اسلام کی آپ ﷺ پر بہتان طرازی:

یہود ونصاری...... جن کی خمیر میں اسلام دشمنی داخل ہے، اسلامی تعلیمات کو مسخ کرنا اور صاحب اسلام پر ہرزہ سرائی کرنا ان کا محبوب اور پسندیدہ مشغلہ ہے...... معاذ اللہ آپ ﷺ کو شہوت پرست قرار دیتے ہیں، ان کا خیال ہے کہ آپ ﷺ نے جنسی تسکین کے لئے گیارہ شادیاں کیں، یہ آپ ﷺ کے اخلاق وکردار پر ایسا افترا اور بہتان ہے کہ کوئی بھی منصف اور حقیقت پسند انسان ...... جس کا تار نظر مغرب کے پرفریب تمدن سے الجھا نہ ہو اوراس نے اپنی آنکھوں پر تعصب وہٹ دھرمی کا چشمہ نہ لگا رکھا ہو...... اس کی وکالت نہیں کرسکتا، اور ایک لمحہ کے لئے بھی اس کی تائید نہیں کرسکتا۔

آپ ﷺ کی ازدواجی زندگی پر ایک نظر:

آپ ﷺ نے گیارہ ازواج سے شادیاں فرمائی ہیں ان میں سے صرف حضرت عائشہؓ کنواری تھیں، اور دیگر ازواج مطہرات بیوہ تھیں، ذیل میں ازواج مطہرات کے اسمائے گرامی اور آپ ﷺ سے نکاح کے وقت ان کی عمر اوران کے سابق شوہر کا نام ذکر کرنا مناسب معلوم ہوتا ہے:

نمبر شمار	اسمائے گرامی	عمر	سابق شوہر	آپ کی عمر
۱	حضرت خدیجہؓ	۴۰	عتیق بن عائذ، ابو ہالہ	۲۵
۲	حضرت سودہؓ	۵۵	سکران بن عمرو	۵۰
۳	حضرت عائشہؓ	۷		۵۳
۴	حضرت حفصہؓ	۳۰	خنیس بن حذافہ	۵۵
۵	حضرت زینب بنت خزیمہ	۶۵	عبیدہ بن حارث، عبداللہ بن جحش	۵۵ سال چھ مہینے
۶	ام سلمہ	تقریبا ۶۰	عبداللہ بن جحش، عبداللہ بن عبدالاسد	۵۶
۷	حضرت زینب بنت جحش	۳۶	زید بن حارثہ	۵۷
۸	حضرت جویریہؓ	۲۰	مسافح بن صفوان، کنانۃ بن ابی حقیق	۵۷
۹	حضرت صفیہؓ	۱۷	سلام بن مشکم قرظی	۵۹
۱۰	حضرت ام حبیبہؓ	۳۶	عبیداللہ بن جحش	۵۸
۱۱	حضرت میمونہؓ	۳۶	مسعود بن عمرو، ابورہم بن عبدالعزی	۵۹

مذکورہ نقشہ سے چند باتیں واضح طور پر سمجھ میں آتی ہیں:

آپ ﷺ کے ابتدائی پچیس سال:

آپ ﷺ نے ابتدائی پچیس سال تجرد اور عفت و پاکدامنی کے ساتھ گزار دیا، اور کبھی بے حیائیوں اور برائیوں کے قریب بھی نہیں گئے، اس کی شہادت خود کفار مکہ نے دی ہے، اور برملا انہوں نے آپ ﷺ کی عفت وپاکیزگی کا اعتراف کیا ہے، جب کہ آپ ﷺ کی بعثت سے قبل عرب معاشرہ مختلف قسم کی برائیوں کی آماجگاہ بنا ہوا تھا، صنفی آوارگی اور بے حیائی نے انہیں جانوروں کی صف میں کھڑا کردیا تھا، جنسی ذوق کی تسکین کے لئے اور صنفی پیاس بجھانے کے لئے انہوں نے نت نئے طریقے ایجاد کررکھے تھے، حضرت عائشہؓ زمانہ جاہلیت میں نکاح کے طریقوں کو بیان کرتی ہوئی فرماتی ہیں:

زمانہ جاہلیت میں نکاح کی چار طریقے رائج تھے: ایک طریقہ تو وہی تھا جو آج کل رائج ہے کہ ایک شخص دوسرے آدمی کو اس کی بیٹی سے نکاح کے سلسلہ میں پیغام دیتا، اور باہمی رضامندی کے بعد مہر طئے کیا جاتا اوراس کا نکاح ہوجاتا، دوسرا طریقہ یہ تھا کہ مرد اپنی منکوحہ بیوی سے کہتا کہ جب تیرا حیض کا خون بند ہوجائے تو پاکی حاصل کرنے کے بعد تو فلاں مرد کے پاس چلی جا اوراس سے ہمبستری کر، اور مرد اپنی بیوی سے اس وقت تک علاحدہ رہتا جب تک اس عورت کو غیر مرد کا حمل ظاہر نہ ہوجاتا، چنانچہ جب غیر مرد کا حمل ظاہر ہوجاتا تو اب اگر شوہر کی خواہش ہوتی تو وہ اپنی بیوی کے پاس جاتا، ایسا زمانۂ جاہلیت میں اس لئے کرتے تھے کہ لڑکا نجیب ہو، اس کو نکاح استبضاع کہا جاتا تھا۔ تیسرا طریقہ یہ تھا کہ ایک عورت کے پاس متعدد مرد آتے اوراس سے زنا کرتے، مگر ان کی تعداد دس سے کم ہوتی، پھر جب عورت بچہ جنم دیتی تو بچہ کی پیدائش کے کچھ دن بعد عورت تمام مردوں کو قاصدوں کے ذریعہ بلا بھیجتی، کوئی انکار کی جرأت نہیں کرسکتا تھا، چنانچہ سب جمع ہوتے، یہ عورت کہتی کہ تم سب اس بات سے بخوبی واقف ہو کہ تم لوگ میرے پاس وطی کے لئے آیا کرتے تھے، میرے ہاں بچہ پیدا ہوا ہے، یہ بچہ تمہارا ہے، تم اپنی پسند سے اس کا کوئی نام رکھو، چنانچہ یہ بچہ اس شخص کا ہوجاتا جس کا عورت نام لیتی، اور وہ مرد انکار نہیں کرسکتا تھا، چوتھا طریقہ یہ تھا کہ کچھ عورتیں ایسی ہوتی جن کے گھروں کے دروازے پر جھنڈے لگے رہتے، یہ پیشہ ور بازاری عورتیں ہوتی تھیں، جس کا جی چاہتا ان کے پاس جاتا، پھر قیافہ شناس بلایا جاتا، اور وہ جانچ کران مردوں میں سے جنہوں نے اس سے تعلق قائم کیا ہے جس کا کہتا بچہ اسی کا ہوجاتا۔ (بخاری، حدیث نمبر: ۵۱۲۷)

پچیس سال تک صرف ایک بیوہ خاتون کے ساتھ:

پچیس سے پچاس سال کی عمر تک (جس میں انسانی قوی مضبوط ہوتے ہیں، اور شہوانی جذبات درجہ کمال کو پہونچے ہوتے ہیں، اس عمر میں لطیف جنسی تحریک بھی انسان کے جذبات میں آگ لگانے کے لئے کافی ہوتی ہے) آپ ﷺ نے صرف ایک خاتون سیدنا حضرت خدیجہؓ پر قانع رہے، اور کسی دوسری خاتون سے نکاح کی خواہش تک کا اظہار نہیں کیا، جب کہ حضرت خدیجہؓ عمر میں آپ ﷺ سے پندرہ سال کی بڑی تھیں، اور آپ ﷺ سے پہلے دو شوہروں کی بیوہ رہ چکی تھیں۔

حضرت خدیجہؓ کی وفات کے بعد آپ ﷺ کا دو سال تک نکاح نہ کرنا:

ام المومنین حضرت خدیجہؓ کی وفات کے بعد دو سال تک آپ ﷺ نے کسی عورت سے نکاح نہیں فرمایا؛ بلکہ آپ ﷺ نے حضرت خدیجہؓ کی وفات کے بعد جتنی بھی شادیاں فرمائی ہیں وہ سب باون سال سے ساٹھ سال کے درمیان فرمائی ہیں، تو کیا یہ بات کسی بھی درجہ میں معقول لگتی ہے کہ جو شخص شہوت پرست ہو اور عورتوں سے لذت کیشی کا رجحان رکھتا ہو وہ عین شباب میں ایک ایسی بیوہ عورت پر قانع رہے جو آپ ﷺ سے عمر میں پندرہ سال کی بڑی ہو، پھر باون سال کی عمر میں اس شخص کی شہوت کھل کر سامنے آگئی ہو۔

حضرت عائشہؓ کے علاوہ تمام ازواج مطہرات بیوہ تھیں:

آپ ﷺ نے جو گیارہ شادیاں فرمائی تھیں ان میں سے بجز حضرت عائشہؓ کے تمام ازواج مطہرات بیوہ تھیں اور عمر دراز بھی، نہ ہی وہ معاشرے میں حسن وجمال کے لحاظ سے امتیازی مقام رکھتی تھیں، اور نہ ہی ان کے پاس مال ودولت کی فراوانی تھی، اگر معاذ اللہ آپ ﷺ کے پیش نظر صنفی ذوق کی تسکین ہوتی تو اس کے لئے حسین وجمیل کنواری لڑکیاں زیادہ موزوں ومناسب تھیں۔

آپ ﷺ نے آخری تین سالوں میں کوئی نکاح نہیں فرمایا:

آپ ﷺ اپنی زندگی کے آخری تین سال جب کہ جزیرۃ العرب کے ایک بڑے حصہ پر آپ ﷺ کا اقتدار قائم ہوچکا تھا، اور آفتاب اسلام کی کرنیں تقریبا پورے عرب کو ضوفشاں کررہی تھیں، میں کسی خاتون سے نکاح نہیں فرمایا، اگر معاذ اللہ حضور اکرم ﷺ خواہش پرست ہوتے تو حسین وجمیل دوشیزاؤں کو اپنے حبالۂ عقد میں لانے کا یہ بہترین موقع تھا۔

کفار مکہ نے آپ ﷺ پر خواہش پرست ہونے کا الزام نہیں لگایا:

نبوت کے ابتدائی دور میں جب کہ کفار مکہ آپ ﷺ کو دعوت دین اوراشاعت اسلام سے باز رکھنے کے لئے ایڑی چوٹی کا زور لگا رہے تھے، اور مختلف حیلوں سے لوگوں کو آپ ﷺ سے متنفر کررہے تھے، چنانچہ کبھی انہوں نے شاعر کہا، کبھی مجنوں اور دیوانہ کہا، کبھی خواہش اقتدار کا طعنہ دیا، مگر چشم فلک گواہ ہے کہ آپ ﷺ کے کٹر سے کٹر دشمن نے نفسانی ہوس کا الزام لگانے کی جرأت نہیں کی، اگر آپ ﷺ کی ذات مبارکہ میں اس کا ادنی سا بھی شائبہ ہوتا تو آپ ﷺ کے خلاف ماحول بنانے کے لئے ان کے پاس اس سے بہتر کوئی حربہ نہیں ہوسکتا تھا۔

عتبہ بن ربیعہ کی آپ ﷺ سے گفتگو:

کفار مکہ نے آپ ﷺ کے دعوتی جذبہ کو فرو کرنے کے لئے ایک طرف انذار وتخویف کا وسیلہ اختیار کیا تو دوسری طرف انہوں نے ترغیب وتحریض کا بھی سہارا لیا، چنانچہ عتبہ بن ربیعہ نے آپ ﷺ کو دعوتی مشن سے باز رکھنے کے لئے جہاں بہت سے پرکشش ترغیبات کا جال بچھایا تھا وہیں ایک جاذب نظر اور مسحور کن جال یہ بھی تھا کہ اگر آپ ﷺ کسی حسین وجمیل گل فام سے نکاح کے خواہش مند ہیں تو ہم آپ ﷺ کے لئے اس کا انتظام کردیں گے، (جمع الفوائد من جامع الاصول، حدیث نمبر: ۶۳۹۱) اگر معاذ اللہ آپ ﷺ شہوت پرست ہوتے تو کیا اس پرکشش ترغیب کو ٹھکرا دیتے؟ واقعہ یہ ہے کہ آپ ﷺ نے جو متعدد عورتوں سے نکاح کیا ہے، اس کے پیچھے بے شمار حکمتیں اور مصالح پوشیدہ ہیں، ہم ان کو پانچ عناوین میں تقسیم کرتے ہیں: تعلیمی مصلحت، دینی مصلحت، معاشرتی مصلحت، شخصی مصلحت اور سیاسی مصلحت:

تعلیمی مصلحت:

آپ ﷺ کی بعثت کا مقصد گم گشتہ راہ لوگوں کو سیدھی راہ دکھانا اوران کو ہلاکت وبربادی کے راستہ سے ہٹا کر نجات اور سلامتی کے راستہ پر گامزن کرنا تھا، اس کے لئے اللہ تبارک وتعالی نے قرآن کریم کی شکل میں ایک مکمل دستور العمل نازل فرمایا، اور آپ ﷺ کی زندگی کو پوری امت کے لئے اسوہ اور نمونہ قرار دیا۔ قرآن کریم اور اسوۂ رسول ﷺ انسانی زندگی کے ہر شعبے کو محیط ہے، عبادت ہو یا معاشرت، معاملات ہو یا مناکحت، اقتصادیات ہو یا اخلاقیات ہر شعبے میں یہ دونوں چیزیں انسان کی مکمل رہنمائی کرتی ہیں۔

انسانی زندگی کے دو پہلو:

دوسری طرف یہ بھی ایک حقیقت ہے کہ ہر انسان کی زندگی کے دو پہلو ہوتے ہیں: ایک خارجی وبیرونی اور دوسرے داخلی واندرونی، انسان کے حقیقی اخلاق ورجحانات کا جائزہ لینے کے لئے دونوں پہلوؤں کی کشائی بے حد ضروری ہے، جب تک انسانی زندگی کے یہ دونوں رخ مکمل بے نقاب نہ ہوجائیں اس وقت تک اس کے اخلاق وکردار کے بارے میں کوئی قطعی فیصلہ کرنا دشوار ہے۔ (بقیہ صفحہ ۱۱ پر)

مشرق وسطیٰ میں روس کا بڑھتا ہوا اثر و رسوخ

سعودی عرب کے شاہ سلمان ان دنوں روس کے دورے پر ہیں۔ یہ سعودی شاہ کا پہلا روسی دورہ ہے اور اس دورے کو مشرق وسطیٰ میں روس کے بڑھتے ہوئے اثر ورسوخ کے طور پر دیکھا جا رہا ہے۔ خاص طور پر ایک ایسے وقت میں جب عرب کے بڑے امیر ملک اور پرانے دوست امریکہ کے درمیان تعلقات بہت سی وجوہات کی بنا پر تناؤ کا شکار ہیں۔ سعودی بادشاہ کے پہلے روس کے دورے کے دوران دونوں مما لک کے درمیان تین ارب ڈالر کے دفاعی معاہدوں کی خبر گرم ہے جس میں روس دیگر ہتھیار کے علاوہ طیاروں کے میزائل فراہم کرے گا۔ ماسکو میں شاہ سلمان اور روسی صدر ولادی میر پوتن کے درمیان ملاقات کے بعد دونوں مما لک کے درمیان معاہدے کا اعلان کیا گیا تھا۔ شاہ سلمان نے کہا کہ وہ دونوں مما لک کے درمیان تعاون کو مزید بڑھانا چاہتے ہیں۔

شاہ سلمان نے کہنا ہے کہ ''مجھے مکمل یقین ہے کہ دونوں مما لک کے درمیان معاشی تعاون کو مضبوط بنانے کے کئی طریقے ہیں۔ وہ سرمایہ کاری اور کاروبار میں آسانی پیدا کرے گا۔ ہم اس مقصد کو پورا کرنے کے لیے اپنی اپنی طاقتوں کا استعمال کریں گے جو سعودی عرب کے وژن 2030 کا حصہ ہے۔' دفاعی شعبے میں معاہدے کے علاوہ دونوں تیل کے شعبوں میں بھی ایک معاہدہ کیا گیا۔ یہ فیصلہ کیا گیا ہے کہ سعودی عرب روس کے توانائی کے شعبے میں 1 ارب ڈالر کی سرمایہ کاری کرے گا، جبکہ روسی پیٹرو کیمیکل کمپنی سیبور 1.1 ارب ڈالر کا ایک پلانٹ سعودی عرب میں لگائے گی۔

دونوں مما لک میں خام تیل کی پیداوار کو کنٹرول کرنے کے بارے میں بھی بات ہوئی ہے۔ پوتن نے کہا کہ اگلے سال تیل کی پیداوار میں کمی جاری رکھنے پر تبادلہ خیال ہو رہا ہے۔ اگر چہ روس خام تیل برآمد کرنے مما لک اوپیک کا رکن نہیں ہے، لیکن تیل کی قیمت گرنے سے روکنے میں اس سے تعاون کر رہا ہے۔ دونوں رہنماؤں کے درمیان مشرق وسطیٰ کے معاملات پر بھی بحث ہوئی۔ شاہ سلمان نے کہا ہے ''جہاں تک شام میں بحران ہے، ہم اقوام متحدہ کی تجویز 2254 کے مطابق اسے حل کرنے کی کوشش کر رہے ہیں۔ ہم ایک سیاسی حل کی کوشش کر رہے ہیں جس میں شام کے اتحاد اور سالمیت، سلامتی اور استحکام برقرار رکھا جا سکتا ہے۔'' اگر چہ دونوں مما لک شام کے مسئلے پر مختلف کیمپوں میں ہیں لیکن ان دونوں کا ایک ساتھ ہونا اور اس مسئلے پر متفق ہونے کی کوشش کرنا اہم ہے۔ امریکہ اور ایران کے درمیان جوہری معاہدے کے بعد سعودی عرب اور امریکہ کے درمیان تعلقات پچھلے چند دنوں تک کشیدگی کا شکار ہیں۔ شام کے معاملے میں روس کو ایران کے قریب سمجھا جاتا ہے۔ پوتن نے شاہ سلمان کے دورے کو انتہائی اہم قرار دیا ہے۔ یہ دورہ روس کے مشرق وسطیٰ میں بڑھتے ہوئے اثر ورسوخ کے طور پر دیکھا جانا چاہیے۔ اس بات پر بھی غور کیا جانا چاہیے کہ شاہ سلمان اپنے ساتھ ایک ہزار افراد کا ایک وفد لے کر گئے ہیں۔ شاہ سلمان نے اپنے اس روسی دورے میں چند اہم ترین دفاعی سودے بھی کیے ہیں، ان میں سے دنیا کا طاقتورترین اور سب سے خطرناک فضائی دفاعی نظام (ایئر ڈیفنس سسٹم) ''ایس 400'' سرفہرست ہے۔ سابق سوویت یونین کے زمانے میں بنایا گیا یہ فضائی دفاعی نظام اس لحاظ سے بہت اہم ہے کیونکہ یہ ہر طرح کے حملہ آور طیاروں کو چار سو کلومیٹر فاصلے پر ہی دورانِ پرواز تباہ کرنے کی صلاحیت رکھتا ہے؛ چاہے وہ 185 کلومیٹر جیسی غیر معمولی بلندی پر محوِ پرواز کیوں نہ ہوں۔ دنیا کے کسی بھی ملک کے پاس اس ایئر ڈیفنس سسٹم کا کوئی توڑ نہیں اور جدید ترین لڑاکا طیارے بھی اس سے نہیں بچ سکتے۔ شاہ سلمان نے اپنے دورے کو تاریخی قرار دیا ہے اور تجزیہ کاروں کا کہنا ہے کہ اس سے مشرق وسطیٰ میں ایک نئی سیاسی دوستی پروان چڑھے گی، جو آئندہ برسوں میں بین الاقوامی سیاست کو نیا موڑ دے سکتی ہے۔

شام میں روس کی دخل اندازی:

روس طویل عرصے سے شام کا اتحادی رہا ہے، اور بہت سے شامی فوجی افسروں کی تربیت روس میں ہوئی ہے، جب کہ اسے بہت سا اسلحہ بھی روس ہی سے ملتا ہے۔ روس کی جانب سے شامی حکومت کی فوجی، سیاسی اور اخلاقی مدد ہی کے سہارے پسپا ہوتی ہوئی شامی فوج کو تقویت ملی۔

روسی حکام اکثر کہتے ہیں کہ ان کی مداخلت نے دولتِ اسلامیہ کے سیاہ پرچموں کی پیش قدمی روک دی، ورنہ قریب تھا کہ وہ دمشق پر لہرا رہے ہوتے۔ دولتِ اسلامیہ کا خطرہ حقیقی ہے، لیکن اسد کی حکومت کے ہاتھ مضبوط کرنا روس کے لیے کئی محاذوں پر عمدہ چال تھی۔

اسی کے باعث روس شامی سٹیج پر ایک چھوٹے سے کردار سے بڑھ کر مرکزی کردار بن گیا۔ امریکی حکام نے ایک سال قبل خبردار کیا تھا کہ روس کی یہ چال اسے ایک اور افغانستان کی دلدل میں پھنسا سکتی ہے، جس کا نتیجہ سرد جنگ کی طرح شرمندگی کی صورت میں برآمد ہوگا۔

تاہم شامی باغیوں کے عرب حامی بھی بعض اوقات نجی محفلوں میں روسی صدر ولادی میر پوتن کی جانب سے اپنے اتحادی کی ٹھوس پشت پناہی کی تعریف کرتے سنے جا سکتے ہیں، جس کی روس کو اب تک بہت کم قیمت چکانی پڑی ہے۔

کسانوں کی زندگی کتنی سستی

رویش کمار
ترجمہ: محمد عادل فریدی

ہندوستان کے بے روزگاروں کے لیے ایک عام بات کہنا چاہتا ہوں، پہلے یہاں کے نوجوانوں کو اچھے اور قابل اساتذہ سے محروم کر کے انہیں بے روزگار ہونے کے لائق بنایا جاتا ہے، پھر جب وہ کالج سے نکل کر کسی طرح لائق بن بھی جاتے ہیں، تو پوری کوشش کی جاتی ہے کہ وہ زندگی بھر بے روزگار رہیں۔ نوجوانوں کے ساتھ ساتھ ملک کے کسانوں کا بھی بہت برا حال ہے، راجستھان، مدھیہ پردیش اور مہاراشٹر میں کسانوں کے ساتھ جو ہوا ہے، اس کی بات کرنا چاہتا ہوں، دو مہینے سے وہاں جراثیم کش دواؤں کی وجہ سے ۱۹/کسان ہلاک ہو چکے ہیں، ۲۵/کسانوں کی آنکھوں پر بہت ہی برا اثر پڑا ہے، ۷۰۰ کسان مہاراشٹر کے یوت مال میں اسپتال میں زیر علاج ہیں اور زندگی اور موت کے بیچ لٹکے ہوئے ہیں۔

یوتمال میں اس سال کپاس کی خوب بوائی ہوئی ہے، مگر کپاس کو کیڑوں مکوڑوں سے بچانے کے لیے جراثیم کش دوا کا چھڑکاؤ کرنے گئے کئی کسان اپنے گھر کو نہیں لوٹ سکے ستمبر کے پہلے ہفتے سے ہی کسانوں کی ہلاکت کی خبریں آنے لگی تھیں، بی ٹی کاٹن پر جب کیڑوں کا حملہ ہوا تو بچانے کے لیے کیڑے مارنے والی دواؤں کی ضرورت پڑی۔ ماسک اور دستانے نہ پہنے ہوئے ہونے کی وجہ سے ان وہ زہریلی دوائیں کسانوں کے جسم میں داخل ہو گئیں، ۲۰/کسانوں کو وسنت راؤ نائک سرکاری اسپتال کے آئی سی یو میں داخل کیا گیا۔ ستمبر کے مہینے میں ۱۶۰/ مزدوران زہریلی دواؤں کی وجہ سے شدید بیمار پڑے اور ان کو آئی سی یو میں داخل کرنا پڑا۔ رپورٹ کے مطابق پچھلے تین مہینوں میں تین سو کسانوں کا علاج ہوا۔ اب یہ تعداد بڑھ کر سات سو ہو گئی ہے۔ یہ بہت ہی تشویش کی بات ہے کہ اپنی فصلوں کو بچانے کے چکر میں کسان اپنی جان سے ہاتھ دھو رہے ہیں۔

اب مہاراشٹر سرکار نے اعلیٰ سطحی کمیٹی بنا کر ان ہلاکتوں کی تفتیش کرانے کا اعلان کیا ہے۔ فیصلہ ہوا ہے کہ دواؤں کے چھڑکاؤ کے لیے کسانوں کو مفت دستانے اور ماسک دیے جائیں گے۔ اور جن کسانوں نے جان گنوائی ہے، ان کے ورثاء کو دو لاکھ روپئے دیے جائیں گے۔

۲۰۱۰ء میں بھوانی میں میں نے ایک رپورٹ بنائی تھی کہ کس طرح کسان بغیر معلومات کے اور مکمل حفاظتی انتظام کے بغیر ان زہریلی گیسوں کا چھڑکاؤ کرنے لگتے ہیں اور نتیجے میں اپنی جان سے ہاتھ دھو بیٹھتے ہیں۔ چونکہ یہ کھیتی کرنے والے مزدور ہوتے ہیں اور زیادہ تر دوسرے صوبوں سے آئے ہوئے ہوتے ہیں تو ان کی ٹھیک سے رپورٹنگ بھی نہیں ہو پاتی ہے اور نہ ہی اعداد وشمار محفوظ رکھے جاتے ہیں۔ ورنہ صحیح اندازہ ہو پاتا کہ سال میں کتنے مزدوروں اور کسانوں کی موت زہریلی دواؤں کی وجہ سے ہوتی ہے۔ بھوانی کے اسپتالوں کے باہر لکھا ہوا ہوتا ہے کہ ہمارے یہاں زہریلے اسپرے سے بیمار ہونے والے مریضوں کا علاج ہوتا ہے، کاش وہاں اس سے حفاظت کے لیے بھی کچھ ہدایتیں درج کی جاتیں، اسپتالوں میں کسانوں اور کھیتوں میں کام کرنے والے مزدوروں کی بھیڑ ہے، جنہیں کھیتوں میں ہونا چاہئے وہ زندگی سے لڑ رہے ہیں، واقعات ہوتے جا رہے ہیں، لیکن کسی نے الارم بٹن نہیں دبایا، کہا جا رہا ہے کہ شعبۂ زراعت اور دواؤں کی کمپنیوں نے کسانوں کو ٹھیک سے ان دواؤں کے استعمال کا طریقہ نہیں بتایا۔ لیکن کیا اس کے لیے محکمہ اور کمپنیوں کے خلاف کارروائی ہوگی؟ کسانوں کی تنظیمیں مرنے والے کسانوں کے خاندان کے لیے دس لاکھ روپئے کا مطالبہ کر رہی ہیں، لیکن ملے ہیں صرف دو لاکھ روپئے۔

کسانوں کی مصیبت پر نظر رکھنے کے لیے مہاراشٹر سرکار نے وسنت راؤ نائک اسپتال کے ڈاکٹروں پر مشتمل ایک ٹیم بنائی ہے، جو کسانوں کی زہریلی دواؤں کے چھڑکاؤ کے لیے صحیح تربیت کرے گی۔

راجستھان کے سیکر میں کسانوں نے اس کے لیے کئی دنوں تک پرامن مظاہرہ کیا۔ جس میں ضلع کے تاجروں نے بھی کسانوں کا ساتھ دیا، سیکر کا احتجاجی مظاہرہ قرض معافی کے اعلان کے ساتھ ختم ہو گیا۔ اب کسانوں کا ایک اور احتجاج لوگوں کی توجہ اپنی طرف کھینچ رہا ہے، وہ ہے جئے پور میں کسانوں کا پرامن احتجاج۔ کسانوں کی دنیا میں بہت کچھ ہو رہا ہے، جسے ہم دہلی میں بیٹھ کر نہیں سمجھ سکتے۔ ان کے اندر کی کڑھن دھیرے دھیرے کئی طرح سے باہر آ رہی ہے۔ سرکار کو بھی کسانوں کی بے چینی کو سمجھنا چاہئے اور ان سے ان کے مسائل جاننے کے لیے گفتگو کرنی چاہئے۔ کسان اپنی آواز سنانے کے لیے کیا کچھ نہیں کر رہے ہیں، بہتر یہ ہے کہ سننا چاہئے کہ وہ کیا کہہ رہے ہیں۔ جئے پور میں کسان زمین میں گڑھا کھود کر کھڑے ہو گئے ہیں، اس احتجاج کا نام انہوں نے ''سمادھی ستیہ گرہ'' رکھا ہے۔ ۲/اکتوبر سے کسانوں کا یہ ستیہ گرہ چل رہا ہے، عورتیں بھی ساتھ میں ہیں، ان کسانوں کا مسئلہ یہ ہے کہ ان کی ۱۱۵۰/بیگھہ زمین جئے پور ڈیولپمنٹ اتھارٹی نے ۲۰۱۰ء میں لے لی تھی۔ اسی سال سے یہ کسان اپنی زمینوں کی قیمت حاصل کرنے کے لیے جدوجہد کر رہے ہیں۔ آج تک انہیں قیمت نہیں ملی ہے، اس میں ۲۰۰۰ کسانوں کی زمینیں چلی گئی ہیں۔ ۴/اکتوبر کو دینک بھاسکر میں خبر شائع ہوئی کہ مندسور کے واقعہ کے بعد بھی پولیس نے کچھ نہیں سیکھا ہے، ٹیکم گڑھ میں پولیس نے کسانوں کو دوڑا دوڑا کر پیٹا، تھانے میں بند کر کے ان کے کپڑے اتروائے گئے اس حادثے میں تیس کسان بری طرح زخمی ہوئے کسانوں کی غلطی یہ تھی کہ وہ میمورنڈم دینے کے لیے ڈی ایم سے ملنا چاہتے تھے۔ کہیں کسان زہر سے مر رہا ہے تو کہیں اس کو پولیس دوڑا دوڑا کر مار رہی ہے، انتظامیہ کا کہنا ہے کہ ایک بھی کسان زخمی نہیں ہوا ہے، اگر ان کے کپڑے اتروائے گئے تو جانچ ہوگی۔ مجرموں کو بچانے کا سرکار کا یہ پرانا وطیرہ ہے، نہ کبھی جانچ ہوگی نہ کبھی مجرم کو سزا ملے گی مریں گے تو بس کسان۔

سید محمد عادل فریدی

اخبارِ جہاں

روس اور سعودی عرب آپسی تعلقات کو فروغ دیں گے

سعودی عرب کے شاہ سلمان نے کہا کہ میں روس کے ساتھ تعلقات کے دائرہ کو فروغ دینے پر اتفاق رائے ہوا ہے۔سعودی عرب کی سرکاری خبر رساں ایجنسی کے مطابق مسٹر سلمان نے ماسکو میں کل شام کاروباری حکام سے کہا کہ روس کے صدر ولادیمیر پوتن کے ساتھ ماسکو میں ہوئی میٹنگ میں دونوں ممالک کے مابین تعلقات کو فروغ دینے پر اتفاق رائے ہوا۔دونوں ممالک کی رائے یکساں ہے۔(یو این آئی)

ہوائی جہاز میں مسلمان خاتون کی توہین

مریلینڈ میں ایک شرمناک واقعہ پیش آیا ہے جہاں ساؤتھ ویز ایئر لائز کے پولس عملہ نے ایک خاتون کو ہوائی جہاز سے زبردستی کھینچ کر اتار دیا کہ انہیں الرجی کا متعدی مرض ہے۔اس واقعہ کی ویڈیو سوشل میڈیا پر وائرل ہوچکی ہے جس میں یہ دیکھا جارہا ہے کہ ایک 46 سالہ خاتون انیلہ دولت زئی کو مریلینڈ میں ہوائی جہاز سے کھینچ کر اتارا جارہا ہے۔،نیویارک پوسٹ نے اپنی رپوٹ میں لکھا ہے کہ ہوائی جہاز کے ایک دوسرے مسافر نے اس واقعہ کی منظر کشی کی اور انٹرنٹ پر اس کو پوسٹ کیا۔واقعہ کے دوران عورت معذرت کیساتھ کہہ رہی ہے کہ اس کے والد کی سرجری ہے۔تاہم افسران اس کو بے رحمی کے ساتھ کھینچ کر ہوائی جہاز کے باہر لانے کا کام کررہے ہیں۔(ملت ٹائمز)

پاکستانی اسمبلی میں انتخابی اصلاحات ترمیمی بل منظور

پاکستان کی قومی اسمبلی میں انتخابی اصلاحات ترمیمی بل ۲۰۱۷ء متفقہ طور پر منظور ہوگیا،تفصیلات کے مطابق الیکشن ترمیمی بل وزیر قانون زاہد حامد نے ایوان میں پیش کیا،اس موقع پر اظہار خیال کرتے ہوئے زاہد حامد کا کہنا تھا کہ ہمیں حلف نامے کو چھیڑنا ہی نہیں چاہئے تھا،بغیر کسی ردو بدل بل کو پیش کیا جارہا ہے،انہوں نے کہا کہ پارلیمانی کمیٹی نے مشترکہ ترمیم پیش کی تھی،بل کے ذریعے ختم نبوت قانون اصل شکل میں بحال کیا جارہا ہے،وفاقی وزیر قانون کا کہنا تھا کہ انتخابی اصلاحات بل حکومتی بل نہیں تھا،بلکہ یہ بل پارلیمانی کمیٹی نے تیار کیا تھا،استغفر اللہ ہم ختم نبوت پر اثر انداز ہونے والی ترمیم نہیں کرسکتے،زاہد حامد نے کہا کہ یہ بل ۳/سال کی محنت کا نتیجہ ہے۔(ایجنسی)

روہنگیا پناہ گزیں بحران کا حل صرف میانمار میں ہو:اقوام متحدہ

اقوام متحدہ کے انسانی حقوق کمیشن کے ایک افسر نے میانمار میں گزشتہ ۲۵/اگست سے شروع ہونے والے تشدد کے بعد پانچ لاکھ روہنگیا پناہ گزینوں کے دربدر ہونے اور بنگلہ دیش میں پناہ لینے پر شدید تشویش کا اظہار کرتے ہوئے کہا کہ اس بحران کے اصل اسباب میانمار میں ہی ہیں اور اس کا حل صرف میانمار میں نکالا جانا چاہئے۔اقوام متحدہ کے ایمرجنسی ریلیف کوآرڈینیٹر مارک لوکاک نے نامہ نگاروں سے بات چیت میں کہا کہ ”جیسا کہ آپ جانتے ہیں کہ اس مسئلہ کی بنیادی وجوہات میانمار میں ہی ہیں اور اس کا حل میانمار میں ہی تلاش کرنے کی ضرورت ہے“۔مسٹر لوکاک نے کہا کہ امدادی آپریشن تیزی سے جاری ہے،لیکن اس کو مزید سرگرم کرنے کی ضرورت ہے۔(یو این آئی)

سعودی عرب نے روس سے دنیا کا خطرناک ترین طیارہ شکن نظام خریدا

سعودی فرمانروا شاہ سلمان کے تاریخی دورہ روس کے دوران دفاعی شعبے میں دوطرفہ تعاون کے کئی سمجھوتوں پر دستخط کیے گئے جن میں دنیا کا طاقتور ترین اور سب سے خطرناک فضائی دفاعی نظام (ایئر ڈیفنس سسٹم) ”ایس 400“ سرفہرست ہے۔سابق سوویت یونین کے زمانے میں بنایا گیا یہ فضائی دفاعی نظام اس لحاظ سے بہت اہم ہے کیونکہ یہ ہر طرح کے حملہ آور طیاروں کو چار سو کلومیٹر فاصلے پر ہی دورانِ پرواز تباہ کرنے کی صلاحیت رکھتا ہے؛ چاہے وہ 185 کلومیٹر جیسی غیر معمولی بلندی پر محوِ پرواز کیوں نہ ہوں۔دنیا کے کسی بھی ملک کے پاس اس ایئر ڈیفنس سسٹم کا کوئی توڑ نہیں اور جدید ترین لڑاکا طیارے بھی اس سے نہیں بچ سکتے۔(نیوز ایکسپریس پی کے)

ترکی کا عراق سے متصل زمینی وفضائی سرحد بند کرنے کا اعلان

ترکی کے صدر رجب طیب اردگان نے کہا کہ عراق میں کردستان کی آزادی کا ریفرنڈم نہ صرف عراق کی خودمختاری کی خلاف ورزی ہے بلکہ اس سے ترکی کو بھی خطرات لاحق ہیں،کرد ریفرنڈم کے ردعمل میں ترکی بہت جلد عراق سے متصل اپنی سرحد اور فضائی حدود کو بند کردے گا۔(نیوز ایکسپریس پی کے)

ڈونالڈ ٹرمپ امریکہ کے ناپسندیدہ صدور میں شامل

امریکی ریاست کونیکٹی کٹ کی کوئنی پیاک یونیورسٹی کی جانب سے حال ہی میں ایک سروے کیا گیا جس عوام سے امریکی صدر ڈونلڈ ٹرمپ کی شخصیت اور ان کی صدارت کے حوالے سے مختلف سوالات پوچھے گئے۔سروے میں عوام کی بڑی تعداد نے بھرپور انداز میں اپنی رائے کا اظہار کیا اور عوامی رائے کے مطابق 59 فیصد لوگوں نے کہا کہ ٹرمپ ایماندار نہیں جبکہ 60 فیصد لوگوں کے مطابق ٹرمپ کے پاس امریکی صدارت کی اہلیت نہیں ہے۔

اس سروے میں شامل عوام کی ایک بہت بڑی اکثریت یعنی 69 فیصد نے کہا کہ ڈونلڈ ٹرمپ کو ٹوئٹس نہیں کرنی چاہئیں جب کہ 26 فیصد نے کہا کہ ان کے ٹوئٹس کرنے میں کوئی مذائقہ نہیں۔سروے میں نسلی بنیادوں پر بڑی تقسیم دیکھنے میں آئی۔پچاس فیصد سفید فام افراد کی رائے تھی کہ ٹرمپ صدارتی عہدے کے لیے موزوں ہیں جبکہ 94 فیصد سیاہ فام نے شدید مخالفت کرتے ہوئے ٹرمپ کو عہدہ صدارت کے لیے نااہل قرار دیا۔ہسپانوی ووٹروں میں سے 60 فیصد نے ٹرمپ کی حمایت اور 40 فیصد نے خلاف ووٹ دیا جب کہ مجموعی طور پر 60 فیصد ووٹرز کا کہنا تھا کہ ٹرمپ ملک کو متحد کرنے کے بجائے مزید تقسیم کررہے ہیں۔(نیوز ایکسپریس)

بزنس، روزگار و کیریر

تاج محل ہندوستان کے سیاحتی مقامات سے خارج

اتر پردیش کے ٹورزم ڈیپارٹمنٹ نے اس ہفتے چھتیس صفحات پر مشتمل ایک ایسا سیاحتی کتابچہ شائع کیا ہے،جس میں تاج محل کو بطور ایک سیاحتی مقام شامل ہی نہیں کیا گیا۔میڈیا رپورٹوں کے مطابق اتر پردیش میں سیاحتی مقامات کی فہرست پر مشتمل کتابچے میں تاج محل کو نکال دینے کا فیصلہ اتر پردیش میں بھارتیہ جنتا پارٹی کی حکومت نے کیا ہے۔اس کتابچے میں ہندوؤں کے مذہبی مقامات کے بارے میں بتایا گیا ہے، اس کتابچے میں اجودھیا کا ذکر رام جنم بھومی کے طور پر کیا گیا ہے اور رام للا کی تصویر بھی شامل کی گئی ہے،اسی کتاب میں متھورا اور ورنداون کا بھی ذکر ہے جس کا تعلق ہندوؤں کے دیوتا کرشن سے ہے۔اس سرکاری کتابچے میں اس ریاست کے شہر وارانسی کی مذہبی اور ثقافتی حیثیت کا بھی ذکر کیا گیا ہے اور ۲۰۱۹ء میں الہ آباد میں ہونے والے ایک بڑے مذہبی اجتماع کے بارے میں بھی بتایا گیا ہے۔

تاج محل کو سترہویں صدی میں مسلمان مغل بادشاہ شاہ جہاں نے تعمیر کروایا تھا اور اس کا شمار ہندوستان کے اہم ترین سیاحتی مقامات میں ہوتا ہے۔گزشتہ برس لگ بھگ ایک کروڑ افراد نے تاج محل کا دورہ کیا تھا۔اتر پردیش کے سیاحتی کتابچے سے اہم سیاحتی مقامات کی فہرست میں سے تاج محل کو نکال دینے پر کئی افراد نے خدشات اور غصے کا اظہار کیا ہے۔اتل پرادھان کا تعلق سماج وادی پارٹی سے ہے،انہوں نے میڈیا کو بتایا: ”یہ تاج کی بے عزتی ہے، یہ بی جے پی کی ذہنیت کی عکاس ہے جو کہ اپنی ثقافت اور مذہبی شناخت بنانے کی کوشش کررہے ہے۔“ ایک اور سماجی کارکن ڈونو روائے نے کہا: ”ایک ہندو ریاست میں ہر وہ چیز جیسے کہ زبان، ثقافت، میوزک یا لائف سٹائل جس کو مسلمانوں نے تخلیق کیا ہے،اسے سماجی اور معاشرتی اعتبار سے غائب کردنیا مقصد بن گیا ہے۔بی جے پی ان تمام چیزوں کو ہندو برہمن مذہب سے تبدیل کردینا چاہتی ہے۔“ ایسا پہلی مرتبہ نہیں ہے کہ تاج محل متنازعہ ہوا ہے۔یوگی آدیہ ناتھ اس سال مارچ میں اتر پردیش کے وزیر اعلیٰ منتخب ہوئے تھے۔کچھ رپورٹس کے مطابق آدیہ ناتھ کو یہ بالکل پسند نہیں ہے کہ غیر ملکی وفود کو تاج محل کا مجسمہ تحفے میں دیا جائے۔کچھ عرصہ قبل انہوں نے ایک تقریب سے خطاب کرتے ہوئے کہا کہ غیر ملکی وفود کو ہندو مذہب کی مقدس کتابیں بھگود گیتا اور رامائن دینی چاہیے۔بی جے پی کی حکومت نے سن ۲۰۱۷ء میں تاج محل کے لیے ”ہماری تہذیبی ثقافت“ اسکیم کے تحت کوئی رقم بھی مہیا نہیں کی ہے۔اس سکیم کا مقصد اہم ثقافتی مقامات کی دیکھ بھال پر سرمایہ کاری کرنا ہے۔سیاحت کی وزیر ریتا بہوگنا نے اس معاملے پر گفتگو کرتے ہوئے میڈیا سے کہا: ”ہمیں غلط سمجھا جارہا ہے،آپ تاج محل کو کیسے نظر انداز کرسکتے ہیں۔ ہم صرف دیگر مذہبی مقامات پر لوگوں کی توجہ دلانا چاہتے ہیں۔“ تاہم سینئر صحافی شرد پردھان کا اس حوالے سے کہنا ہے کہ یہ ایک سوچی سمجھی سازش ہے اور ووٹ حاصل کرنے کے لیے معاشرے کو تقسیم کیا جارہا ہے۔“

یورپی یونین اور ہندوستان کی سمٹ، تجارت اہم ترین موضوع

یورپی یونین اور ہندوستانی رہنماؤں کا سربراہی اجلاس دارالحکومت نئی دہلی میں شروع ہوگیا ہے۔امید کی جارہی ہے کہ فریقین کے مابین آزاد تجارت کے حوالے سے تعطل کے شکار مذاکرات بحال ہوسکیں گے۔نئی دہلی کے حیدرآباد ہاؤس میں جاری اس سمٹ میں میزبان ملک کے وفد کی سربراہی وزیر اعظم نریندر مودی کررہے ہیں، جب کہ یورپی کونسل کے صدر ڈونلڈ ٹسک اور یورپی کمیشن کے صدر ژاں کلود ینکر یورپی وفد کے سربراہ ہیں۔اس سمٹ میں کاروباری روابط اور تجارت پر بالخصوص توجہ مرکوز رہے گی۔اسی بات کا تذکرہ کلوینکر نے ”انڈین ایکسپریس“ کے لیے اپنے اداریے میں بھی کیا۔انہوں نے امید ظاہر کی کہ یورپی یونین اور بھارت کے درمیان آزاد تجارت اور سرمایہ کاری کے حوالے سے مذاکرات جلد بحال ہوسکیں۔نئی دہلی اور برسلز کے درمیان تجارت اور سرمایہ کاری کے وسیع تر معاہدے پر بات چیت سن ۲۰۰۷ء میں شروع ہوئی تھی تاہم ۲۰۱۳ء سے یہ عمل تعطلی کا شکار ہے۔اس ممکنہ ڈیل کے مقاصد بھارت اور یورپی یونین میں بننے والی اشیاء کے لیے ایک دوسرے کی منڈیوں تک بہتر رسائی اور ٹیکسوں میں کمی لانا بھی ہے۔اس سلسلے میں ایک اہم رکاوٹ یورپی یونین کا یہ مطالبہ بھی ہے کہ نئی دہلی حکومت یورپی گاڑیوں اور گاڑیوں کے پرزوں پر لاگو ٹیکس ختم کرے۔(بحوالہ ڈوئچے ویلے جرمنی)

نقیب کے لیے ”مینیجر“ کی ضرورت؛ درخواستیں مطلوب

امارت شرعیہ کا ترجمان ہفتہ وار اردو اخبار ”نقیب“ تسلسل کے ساتھ ۸۶ سالوں سے شائع ہورہا ہے اور اردو داں حلقہ میں اسے کافی پذیرائی حاصل ہے۔امارت شرعیہ کو اس اخبار کے مینیجر کے عہدہ کے لیے ایک باصلاحیت وتجربہ کار شخص کی ضرورت ہے۔

خواہشمند حضرات ۱۵/اکتوبر ۲۰۱۷ء تک اپنی درخواست مع بایوڈاٹا دفتر امارت شرعیہ میں بھیج دیں۔ ایسے لوگوں کو ترجیح دی جائے گی جو کسی اخبار سے وابستہ رہے ہوں اور اس کام کا کم از کم ۵ سال کا انتظامی تجربہ رکھتے ہوں۔درخواست بنام امیر شریعت دی جائے اور مندرجہ ذیل پتے پر بذریعہ ڈاک ارسال کیا جائے۔امیدواروں کا انٹرویو مورخہ ۲۱/اکتوبر ۲۰۱۷ء مرکزی دفتر امارت شرعیہ پھلواری شریف، پٹنہ میں ہوگا۔

Nazim Imarat Shariah

Phulwari sharif, Patna-801505

یا nazimimaratshariah@gmail.com پر ای میل کردیا جائے۔

مزید معلومات کے لیے مندرجہ ذیل فون نمبر پر دفتر کے اوقات صبح ۹/بجے سے شام ۵/بجے تک رابطہ کرسکتے ہیں: 0612-2555668,2555351

طب وصحت

ڈینگو بخار

1775 کے عشرے میں جب ایشیا، افریقا اور شمالی امریکا میں ایک ایسی بیماری پھیلی کہ جس میں مریض کو یکدم تیز بخار ہو جاتا اور ساتھ ہی سر میں درد اور جوڑوں میں درد شروع ہو جاتا جبکہ بعض مریضوں کے پیٹ میں درد، خونی الٹیاں اور خونی پیچس کی بھی شکایت ہوگئی۔ یہ مریض سات سے دس دن تک اسی بیماری میں مبتلا رہے اور آخرکار مر گئے۔ لوگوں میں خوف وہراس پھیل گیا اور ان علاقوں سے لوگوں نے ہجرت کرنا شروع کردی۔ جب اس وقت کے طبیبوں اور ڈاکٹروں نے اس بارے میں تحقیق کی تو معلوم ہوا کہ یہ ایک خاص قسم کا مچھر ہے جس کے کاٹنے سے یہ مرض لاحق ہوجاتا ہے۔

شناخت:

1979 میں اس بیماری کی شناخت ہوئی اور اسے ڈینگو بخار (Dengue fever) کا نام دیا گیا۔ ڈینگو "dengue" سپینی زبان کا لفظ ہے جس کے معانی cramp یا seizure کے ہیں جبکہ اسے گندی روح کی بیماری بھی کہا جاتا تھا۔ 1950 میں یہ بیماری جنوب مشرقی ایشیاء
کے ممالک میں ایک وبا کی صورت میں نمودار ہوئی جس سے ہزاروں کی تعداد میں لوگ خصوصاً بچے ہلاک ہوگئے۔ 1990 کے آخر تک اس بیماری سے ایک اندازے کے مطابق 40 لاکھ افراد ہلاک ہوچکے تھے۔ 1975 سے 1980 تک یہ بیماری عام ہوگئی۔ 2002 میں برازیل کے جنوب مشرق میں واقع ریاست Rio de Janeiro میں یہ بیماری وبا کی صورت اختیار کرگئی اور اس سے دس لاکھ سے زائد افراد جن میں 16 سال سے کم عمر کے بچے زیادہ تھے ہلاک ہوگئے۔ یہ بات دیکھنے میں میں آئی ہے کہ یہ بیماری تقریباً ہر پانچ سے چھ سال میں پھیلتی رہتی ہے۔ سنگاپور میں ہر سال چار ہزار سے پانچ ہزار افراد اس وائرس کا شکار ہوتے ہیں جبکہ 2003 میں سنگاپور میں اس بیماری سے چھ افراد کی ہلاکت بھی ہوئی۔ اور جو افراد ایک مرتبہ اس بیماری میں مبتلا ہو جائیں وہ اگلی مرتبہ بھی اس بیماری کا جلد شکار ہو جاتے ہیں۔ یہ مچھر کے کاٹنے سے پھیلنے والی ملیریا نامی بیماری کی اگلی صورت کہی جاسکتی ہے اس بیماری کے مچھر کی ٹانگیں عام مچھروں سے لمبی ہوتی ہیں اور یہ مچھر قدرے رنگین سا ہوتا ہے۔ یہ بھی دیگر مچھروں کی طرح گندی جگہوں اور کھڑے پانی میں پیدا ہوتا ہے۔ ابھی تک اس بیماری کی کوئی پیٹنٹ دوا یا ویکسین ایجاد نہیں ہوئی تاہم 2003 سے (Pediatric Dengue Vaccine Initiative (PDVI) پروگرام کے تحت اس کی ویکسین تیار کی جانے کی کوشش کی جارہی ہے۔ تھائی لینڈ کے سائنسدانوں نے ڈینگو وائرس کی ایک ویکسین تیار کی ہے جو ابھی ابتدائی مراحل میں ہے اگرچہ اس ویکسین کے تین ہزار سے پانچ ہزار افراد اور مختلف جانوروں پر تجربے کیے جاچکے ہے جس کے ابھی تک قدرے مثبت نتائج سامنے آئے ہیں۔ 2002 میں سوئس فارما کمپنی اور Singapore Economic Development board نے مشترکہ طور پر اس وائرس کے خاتمے کی دوا تیار کرنے پر کام شروع کیا ہوا ہے۔ ایک رپورٹ کے مطابق ڈینگو بخار ایک خاص طرح کے اڈیز نامی مچھر کے کاٹنے سے ہوتا ہے اور اس کی علامتوں میں تیز بخار، متلی، جسم میں اینٹھن اور پیٹھ میں درد جیسی شکایات شامل ہیں۔ بخار کی تیزی کی وجہ سے بعض معاملات میں دماغ کی رگ پھٹنے یعنی برین ہیمرج کا بھی خطرہ رہتا ہے۔

ملیریا سے متعلق ادارے میں تحقیقات کرنے والے ایک افسر ڈاکٹر محمد مختار کے مطابق کہ ڈینگو وائرس پھیلانے والا مچھر گندگی میں نہیں بلکہ گھروں میں رہتا ہے۔ ان کے بقول گھر کے اندر پانی کے ٹینک، غسلخانوں اور جہاں بھی پانی کسی بالٹی، ڈرم یا گھڑوں میں رکھا جاتا ہے وہاں یہ مچھر پایا جاتا ہے۔ ڈینگو وائرس پھیلانے والا مچھر سورج طلوع ہونے سے چند گھنٹے قبل اور غروب ہونے کے چند گھنٹے بعد اپنی خوراک کی تلاش میں نکلتا ہے۔ ان کے مطابق ڈینگووائرس کے جسم میں داخل ہونے کی علامات میں نزلہ زکام، بخار، سر درد، منہ اور ناک سے خون آنا، پیٹ کے پیچھے کمر میں درد ہونا اور جسم پر سرخ دانے وغیرہ نکلنا شامل ہیں اور اسے اگر فوری طور پر کنٹرول نہ کیا جائے تو پھر 'ڈینگو ہیمرج فیور' شروع ہوتا ہے جو جان لیوا بھی ہوسکتا ہے۔ اقوام متحدہ کے صحت کے ادارے کی ایک حالیہ رپورٹ کے حوالے سے بتایا کہ دنیا کے ایک سو کے قریب ممالک میں ڈینگو وائرس پھیلانے والے اڑتیس اقسام کے مچھر ہیں۔ دنیا کی چالیس فیصد آبادی اس بیماری میں مبتلا ہے اور ہر سال پانچ کروڑ معاملے سامنے آتے ہیں جس میں سے پوری دنیا میں سالانہ پندرہ ہزار سے زائد افراد ہلاک ہو جاتے ہیں۔ ڈینگو کے مچھروں کے پیر عام مچھروں سے قدرے لمبے ہوتے ہیں اور یہ ہلکا سرخ رنگ کا ہوتا ہے۔

اس وبا سے نجات کا واحد حل یہی ہے کہ صفائی کا خیال رکھا جائے اور گندے پانی کے جوہڑوں، گلی کوچوں میں جراثیم کش ادویات کا مسلسل سپرے کیا جائے تاکہ ڈینگو مچھر کی افزائش گاہیں ختم ہو جائے۔ جبکہ انفرادی طور پر رات کو مچھر دانی کا استعمال کیا جائے اور گھروں میں مچھر کش ادویات سپرے کی جائے۔

ہفتہ رفتہ ہفتہ رفتہ ہفتہ رفتہ ہفتہ رفتہ

سید محمد عادل فریدی

رحمانی فاؤنڈیشن کا سمینار تین نشستوں پر مشتمل ہوگا

رحمانی فاؤنڈیشن کے زیر اہتمام ۲۳/نومبر ۲۰۱۷ء کو پروفیسر ڈاکٹر لطف الرحمان صاحب مرحوم پر ملکی سطح کے سمینار کا انعقاد کیا جارہا ہے، اس سمینار میں ملک کے نامور مقالہ نگار کی شرکت متوقع ہے، تین نشستوں میں یہ سمینار منعقد ہوگا، پروفیسر لطف الرحمان صاحب مرحوم کی شخصیت اور خدمات کا دائرہ بہت وسیع ہے، حلقہ اردو میں ان کی اپنی ایک امتیازی شناخت ہے، اس لیے رحمانی فاؤنڈیشن نے طے کیا ہے، کہ ان خدمات کی پس منظر میں ایک سمینار منعقد کیا جائے، اور ملک کے نامور مقالہ نگار کی اس سمینار میں شرکت ہو، جس میں ان کی شخصیت کے ہر پہلو پر نظر ڈالی جائے، اور انہیں خراج تحسین پیش کیا جائے، امیر شریعت حضرت مولانا محمد ولی صاحب رحمانی دامت برکاتہم بانی رحمانی فاؤنڈیشن کی کوشش رہی ہے کہ شخصیات کی خدمات کو سراہا جائے، اور انہیں یادگار بنایا جائے، تاکہ آنیوالی نسل میں خدمت کا جذبہ اور شخصیت کی تعمیر کا حوصلہ زندہ رہے، رحمانی فاؤنڈیشن کے جنرل سکریٹری جناب مولانا ظفر عبدالرؤف صاحب رحمانی نے اطلاع دی کہ رحمانی فاؤنڈیشن نے زبان وادب اور شخصیات کی خدمات کو نمایاں کرنے کے لیے فروغ ادب کے نام سے ایک شعبہ قائم کیا ہے، جس کے تحت تعلیمی، ادبی اور ثقافتی پروگرام کا انعقاد ہوا کرتا ہے۔ اس شعبہ میں پروفیسر شبیر حسن صاحب، پروفیسر اقبال حسن آزاد صاحب، پروفیسر راشد طراز صاحب، جناب شاہ محمد صدیقی صاحب، جناب شاہ نجم عزیز نجمی صاحب، جناب ڈاکٹر محمد حسین صاحب اور ڈاکٹر جاوید اختر آزاد صاحب ممبر کی حیثیت سے شریک ہیں، اور جناب طارق متین صاحب اس سمینار کے کنوینز ہوں گے۔ اسی کے تحت پروفیسر لطف الرحمان صاحب مرحوم کی شخصیت پر سمینار کے انعقاد کا فیصلہ ہوا ہے، اور اس سمینار کا عنوان ''پروفیسر لطف الرحمان فن اور شخصیت'' طے کیا گیا ہے، اس کے ساتھ ان کی یاد میں ایک مشاعرہ بھی منعقد ہوگا، سمینار سے متعلق اس کی دوسری تفصیلات بھی بہت ہی جلد اخبارات میں شائع ہوں گی، انشاء اللہ!

بابا رام دیو کا بیان ناواقفیت پر مبنی: ناظم امارت شرعیہ

اسلام میں گائے ودیگر جانور کا پیشاب ناپاک اور اس کا استعمال ناجائز ہے

بابا رام دیو نے حال ہی میں انڈیا ٹی وی کے پروگرام آپ کی عدالت میں ایک انتہائی متنازع بیان دیا ہے، انہوں نے کہا کہ قرآن کریم میں ذکر ہے کہ گائے کے پیشاب کو علاج کے لیے استعمال کیا جاسکتا ہے، اس لیے مسلمانوں کو بھی گائے کے پیشاب کا استعمال کرنا چاہئے۔

بابا رام دیو کے اس بیان پر اپنے ردعمل کا اظہار کرتے ہوئے مشہور عالم دین اور امارت شرعیہ بہار، اڑیسہ و جھارکھنڈ کے ناظم مولانا انیس الرحمٰن قاسمی نے اپنے ایک بیان میں کہا کہ بابا رام دیو کا یہ بیان ناواقفیت پر مبنی ہے، قرآن کریم میں کہیں بھی یہ ذکر نہیں ہے کہ گائے کے پیشاب کو دوا کے طور پر استعمال کیا جا سکتا ہے، اسلام کے اندر گائے اور دیگر تمام جانوروں کے پیشاب و پاخانے کو نجس اور ناپاک قرار دیا گیا ہے۔ اسلام ناپاک اور حرام چیزوں سے علاج کو ممنوع قرار دیتا ہے۔ بابا رام دیو کو اپنی معلومات کی اصلاح کرنی چاہئے اور اپنے بیان کو واپس لینا چاہئے، اور آئندہ اسلام اور مسلمانوں کے بارے میں یا قرآن کریم کے بارے میں کوئی بھی بات کہنے سے پہلے اس کے بارے میں صحیح معلومات حاصل کرنی چاہئے، اس طرح متنازع بیان دے کر خواہ مخواہ آپسی بھائی چارے کے ماحول کو خراب کرنا ان جیسے لوگوں کے لیے قطعی زیب نہیں دیتا ہے۔

امارت شرعیہ کی مجلس شوریٰ کا سالانہ اجلاس ۱۹/نومبر کو

امارت شرعیہ کی مجلس شوریٰ کا سالانہ اجلاس حسب ہدایت حضرت امیر شریعت مدظلہ العالی ۱۹/نومبر ۲۰۱۷ء روز اتوار کو ہوگا، جس میں امارت شرعیہ کے جملہ شعبہ جات کی سالانہ کارکردگی سامنے آئے گی اور آئندہ سال کے منصوبوں لیے لائحہ عمل طے کیا جائے گا، اس میں اخراجات کا گوشوارہ بھی پیش ہوگا اور آئندہ کے لیے بجٹ منظور کیا جائے گا۔ اس سے قبل ۱۸/نومبر روز سنیچر کو امارت شرعیہ کے مرکزی دارالقضاء وتمام ذیلی دارالقضاء کے قضاۃ کی میٹنگ ہوگی، جس میں دارالقضاء کو پیش آئندہ مسائل پر تبادلہ خیال ہوگا اور ان کے حل کے لیے اہم تجاویز منظور کی جائیں گی۔ ناظم امارت شرعیہ مولانا انیس الرحمٰن قاسمی صاحب نے بتایا کہ شوریٰ کے اجلاس کے لیے تیاری شروع کردی گئی ہے۔ اجلاس کی اہمیت کے پیش نظر ناظم امارت شرعیہ نے ارکان شوریٰ سے درخواست کی ہے کہ وہ اپنے وقت کو فارغ کر کے اجلاس میں ضرور شرکت کریں اور ابھی سے اپنے سفر کی ترتیب بنالیں۔

جنتر منتر پر اب نہیں ہوگا کوئی احتجاجی مظاہرہ

ملک کی راجدھانی دہلی میں اب احتجاج اور مخالفت درج کرنے کے لیے ''جنتر منتر'' دستیاب نہیں ہے۔ اس تاریخی مقام پر اب کسی طرح کے مظاہرے کی اجازت نہیں ملے گی کیونکہ ''نیشنل گرین ٹریبونل'' (این جی ٹی) نے فوری اثر سے اس پر پابندی عائد کردی ہے۔ این جی ٹی نے دہلی حکومت کو ہدایت نامہ جاری کرتے ہوئے کہا کہ جنتر منتر پر مظاہروں سے صوتی آلودگی ہوتی ہے اس لیے اس طرح کے مظاہروں کو اب برداشت نہیں کیا جا سکتا۔ دراصل ایک عرضی میں الزام عائد کیا گیا تھا کہ جنتر منتر پر ہونے والے احتجاجی مظاہروں سے صوتی آلودگی ہوتی ہے جس سے قریب میں رہائش پذیر لوگوں کو پریشانی ہوتی ہے۔ عرضی پر سماعت کے بعد این جی ٹی سربراہ جسٹس آر ایس راٹھوڑ نے دہلی حکومت کے ساتھ نئی دہلی میونسپل کارپوریشن سے کہا ہے کہ جنتر منتر پر لگے عارضی ڈھانچے، لاؤڈ اسپیکر اور دوسرے ساز وسامان جلد ہٹائے جائیں۔ مذکورہ عرضی ورون سیٹھ اور دیگر لوگوں کے ذریعہ داخل کی گئی تھی جس میں کہا گیا تھا کہ جنتر منتر پر این جی او، سیاسی پارٹیوں، سماجی تنظیموں اور دیگر اداروں کے ذریعہ دھرنا ومظاہرہ سے زبردست صوتی آلودگی ہورہی ہے، اس پر روک لگائی جانی چاہیے تاکہ مقامی باشندوں کو پریشانی نہ ہو۔

ماہ صفر اور ہجرت نبوی صلی اللہ علیہ وسلم

محمد رضاء اللہ قاسمی

اسلامی کیلنڈر کے مطابق صفر سال کا دوسرا مہینہ ہے،، اس کی وجہ تسمیہ کے بارے میں عجیب عجیب باتیں کہی جاتی ہیں، کچھ لوگوں کا کہنا ہے کہ اس مہینہ میں اہل مکہ سفر کرتے تھے اور مکہ کا حال یہ ہوجاتا تھا کہ اس میں لوگوں کی تعداد ’’صفر‘‘ (زیرو) ہو جاتی، کچھ کا خیال ہے کہ حرمت والے مہینے کے گزر جانے کے بعد اس مہینہ میں لوٹ کھسوٹ اور چوری ڈکیٹی کا بازار گرم ہو جاتا ، چور اچکے لوگوں کو لوٹ کر ان کی جمع پونجی کو ’’صفر‘‘ کردیتے تھے۔ زمانہ جاہلیت سے ہی اس مہینہ کو منحوس، آسمانوں سے بلائیں اترنے والا اور آفتیں نازل ہونے والا سمجھا جاتا تھا؛ اس لیے زمانہ جاہلیت میں اس مہینہ میں خوشی کی تقریبات مثلاً شادی، بیاہ وغیرہ جیسی تقریبات قائم کرنے کو منحوس سمجھتے تھے، اس طرح زمانۂ جاہلیت میں اس ماہ کے متعلق دو باتیں پائی جاتی تھیں ایک اس مہینہ کو اپنی جگہ سے آگے پیچھے کردیتے تھے، دوسرے یہ کہ اس مہینہ کو منحوس سمجھتے تھے۔ سال کی گنتی اللہ تعالی نے بارہ مہینوں سے کی ہے اور ان مہینوں میں سے چار کو حرمت والا قرار دیا، چنانچہ ان چار مہینوں میں قتال لڑائی جھگڑا کرنا حرام ہے، حرمت والے چار مہینے ذوالقعدہ، ذوالحجہ، محرم، اور رجب۔ اللہ جل شانہ کا ارشاد ہے:

﴿إِنَّ عِدَّةَ الشُّهُورِ عِنْدَ اللَّهِ اثْنَا عَشَرَ شَهْرًا فِي كِتَابِ اللَّهِ يَوْمَ خَلَقَ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضَ مِنْهَا أَرْبَعَةٌ حُرُمٌ ذَلِكَ الدِّينُ الْقَيِّمُ فَلَا تَظْلِمُوا فِيهِنَّ أَنْفُسَكُمْ﴾ (سورۃ التوبہ:۳۶) (بیشک آسمان وزمین کی تخلیق سے ہی اللہ تعالی کے ہاں کتاب میں سال کے مہینوں کی تعداد بارہ ہے، ان میں سے چار حرمت والے ہیں، یہی مضبوط دین ہے، چنانچہ ان مہینوں میں اپنے آپ پر ظلم مت کرو۔)

اس کے باوجود مشرکین مکہ ماہِ صفر کو اپنی مرضی سے آگے پیچھے کرتے رہتے تھے، جیسے کہ انہوں نے محرم کی بجائے ماہ صفر کو حرمت کا مہینہ قرار دیا، اسی طرح حج کے مہینوں میں عمرہ کرنے کو سب سے بڑا گناہ تصور سمجھتے تھے، حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کہتے ہیں کہ عرب حج کے مہینوں میں عمرہ کرنے کو روئے زمین پر سب سے بڑا گناہ سمجھتے تھے اور وہ صفر کو حرمت والا مہینہ بنا کر کہتے:

" إِذَا بَرَأَ الدَّبَرُ، وَعَفَا الْأَثَرُ، وَانْسَلَخَ صَفَرُ حَلَّتِ الْعُمْرَةُ لِمَنِ اعْتَمَرَ . (بخاری: ۱۴۸۹/ مسلم: ۱۲۴۰) (جب حج کے سفر کی وجہ سے سواریاں زخم خوردہ ہو کر شفایاب ہو جائیں، زخموں کے نشانات مٹ جائیں، ماہ صفر گزر جائے تو عمرہ کرنے والا عمرہ کرسکتا ہے۔)

ماہ صفر کو منحوس سمجھنا اور اس سے بدشگونی لینا دور جاہلیت میں بہت ہی مشہور تھا، رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے اس قسم کے بوسیدہ خیالات ونظریات کی تردید کی، حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

’’لا عَدْوَىٰ ولا صَفَرَ ولا هَامَةَ‘‘. (بخاري، کتابُ الطِّب، بابُ الھامة، حدیث نمبر: ۵۷۷۰) (بیماری خود بخود متعدی نہیں ہوتی، نہ ہی صفر کے مہینے میں کوئی نحوست ہے اور نہ ہی مردوں پر الّو بولتے ہیں۔ علماء نے اس حدیث کی شرح میں متعدد اقوال نقل کئے ہیں:

پہلا قول: اس سے مراد ماہِ صفر ہی ہے اور عرب اس مہینے کو منحوس بھی سمجھتے تھے۔ دوسرا قول: یہ پیٹ کی ایک بیماری ہے جو بسا اوقات موت کا سبب بن جاتی تھی، اس صورت میں یہ متعدی بیماری کی اقسام میں سے ایک قسم شمار ہوگی۔ تیسرا قول: اس سے مراد صفر کے مہینے کے ساتھ ہونے والی تقدیم وتاخیر ہے، جسے شرعی اصطلاح میں "نسیء" کے نام سے جانا جاتا ہے، جس میں ماہِ محرم کی حرمت کو صفر تک مؤخر کر دیا جاتا اور اس طرح کبھی صفر کو حرمت والا مہینہ شمار کرتے اور کبھی عام مہینہ ہی رہنے دیتے۔

ان تینوں اقوال میں سے پہلا قول زیادہ راجح معلوم ہوتا ہے؛ کیونکہ دورِ جاہلیت میں لوگ صفر کے مہینے کو منحوس سمجھتے تھے، حالانکہ تقدیری معاملات میں وقت کا کوئی عمل دخل نہیں ہوتا، اس لئے کہ ماہِ صفر بھی دیگر اوقات میں سے ایک وقت ہے، اس میں اچھائی برائی سب کچھ معمول کے مطابق ہوتا ہے، نفع ونقصان پہونچانے والی ذات صرف اللہ تعالی ہے۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ زمانہ کو گالی نہ دو؛ اس لیے کہ اللہ ہی کی ذات زمانہ ہے؛ یعنی زمانہ کو الٹ پلٹ کرنے والا، حوادثات کو پیدا کرنے والا اللہ رب العزت کی ذات گرامی ہے، نہ کہ زمانہ، اللہ کی ذات ہر فعل کو انجام دینے والی ہے، معلوم ہوا کہ ماہ صفر اور اس کے دنوں میں نحوست کی کوئی چیز نہیں ہے، وہ تو دیگر مہینوں کی طرح ہی ایک مہینہ ہے، اس کے ایام دیگر مہینوں کے ایام کی طرح ہیں۔

ایک مرتبہ رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے نحوست کا ذکر کِیا گیا تو آپ نے ارشاد فرمایا: ’’اِن کَانَ الشؤم في شيء فَفِي الدار والمرأة والفرس‘‘ (بخاری، حدیث نمبر: ۵۰۹۴)) (اگر نحوست کسی چیز میں ہوتی تو گھر، عورت اور گھوڑے میں ہوتی۔) اس سے واضح ہوتا ہے کہ کوئی چیز منحوس نہیں ہوتی اور یہ بات بھی ہر کوئی سمجھتا ہے کہ جب کوئی چیز کہا جائے گا تو اُس میں مادی غیر مادی ہر چیز شامل ہوگی؛ یعنی وقت اور اُس کے پیمانے بھی شامل ہوں گے، لہذا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اس فرمان مبارک سے یہ بات بالکل واضح ہوگئی کہ نحوست کِسی چیز کا ذاتی جُز نہیں ہوتی، اللہ تعالیٰ جس چیز کو جس کے لیے چاہے برکت والا بنائے اور جس کے لیے چاہے بے برکتی والا بنائے، یہ سب اللہ کی حکمت ومشیت پر موقوف ہے۔

اس مہینہ کی سب سے بڑی فضیلت یہ ہے کہ اس کے آخری عشرہ میں (26 صفر المظفر کو) حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے مکہ سے مدینہ منورہ ہجرت فرمائی، جس کی پوری تفصیل تاریخ وسیر کی کتابوں میں موجود ہے، ایسے فضیلت والے مہینہ کو نحوست تصور کرنا خلاف سنت وشریعت ہے۔ کچھ لوگوں نے ماہ صفر کی نحوست سے متعلق ایک موضوع حدیث بھی نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف منسوب کردی گئی ہے، جس میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد نقل کیا گیا ہے کہ ’’مَنْ بَشَّرَنِي بِخُرُوجِ صَفَرَ، بَشَّرْتُه بِالْجَنَّةِ‘‘. (جو شخص مجھے صفر کے مہینے کے ختم ہونے کی خوش خبری دے گا، میں اُسے جنت کی خوش خبری دوں گا۔) یعنی اس مہینہ میں نحوست تھی؛ اسی لیے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس مہینے کے صحیح سلامت گذر جانے پر جنت کی خوش خبری دی ہے، حالانکہ ملا علی قاری، علامہ عجلونی، علامہ شوکانی اور علامہ طاہر پٹنی رحمہم اللہ وغیرہ نے اس حدیث کو موضوع قرار دیا ہے۔ (تفصیل کے لیے دیکھئے! الموضوعات الکبریٰ، حرف المیم ۳۲۴/۲، المکتب الاسلامی/ کشف الخفاء و مزیل الإلباس، حرف المیم، رقم الحدیث: ۵۳۸/۲، مکتبۃ العلم الحدیث/ الفوائد المجموعۃ فی أحادیث الضعیفۃ والموضوعۃ، کتاب الفضائل، ص: ۵۴۵، نزار مصطفیٰ الباز)

علاوہ ازیں اس مہینہ کے آخری بدھ کے بارے میں لوگوں کا یہ نظریہ ہے کہ اس بدھ کو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو بیماری سے شفا ملی اور آپ نے غسلِ صحت فرمایا تھا، لہٰذا اس خوشی میں لوگ آپس میں مٹھائیاں بانٹتے ہیں، شیرینی تقسیم کرتے ہیں اور بہت سے علاقوں میں تو اس دن خوشی میں روزہ بھی رکھنے کا رواج ہے اور خاص طریقے سے نماز بھی پڑھی جاتی ہے؛ حالاں کہ یہ بالکل خلاف حقیقت اور خلاف واقعہ بات ہے، اس دن تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے مرضِ وفات کی ابتداء ہوئی تھی، نہ کہ مرض کی انتہا اور شفا، یہ افواہ اور جھوٹی خبر دراصل یہودیوں کی طرف سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی مخالفت میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے بیمار ہونے کی خوشی میں پھیلائی گئی تھی اور مٹھائیاں تقسیم کی گئی تھیں، اس سلسلہ میں مولانا مفتی محمد شفیع صاحب رحمہ اللہ ایک سوال کے جواب میں صفَر کے آخری بدھ کے روزے کی شرعی حیثیت کو واضح کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ یہ بالکل غلط اور بے اصل ہے، اس (روزہ) کو خاص طور سے رکھنا اور ثواب کا عقیدہ رکھنا بدعت اور ناجائز ہے، نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اور تمام صحابہ رضوان اللہ علیہم سے کسی ایک ضعیف حدیث میں (بھی) اس کا ثبوت بالالتزام مروی نہیں اور یہی دلیل ہے اس کے بطلان وفساد اور بدعت ہونے کی؛ کیوں کہ کوئی عبادت ایسی نہیں، جو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے امت کو تعلیم کرنے سے بخل کیا ہو۔ (امداد المفتین، فصل فی صوم النذر وصوم النفل: ۴۱۶، دارالاشاعت)

عہد نبوی میں اس مہینے میں پائے جانے والے غزوات اور اہم واقعات کی تعداد بہت زیادہ ہے، جس سے اندازہ لگایا جا سکتا ہے کہ ماہ صفر کو منحوس سمجھنا غلط اور شریعت اسلامی کے خلاف ہے، علامہ ابن قیم رحمہ اللہ نقل کرتے ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے بنفس نفیس ’’ابواء‘‘ مقام پر غزوہ کے لیے تشریف لے گئے، اس جگہ کو ’’ودّان‘‘ بھی کہتے ہیں، یہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا پہلا غزوہ تھا، جو کہ آپ کی ہجرت سے بارہ ماہ بعد صفر کے مہینے میں رونما ہوا، اس غزوہ میں حمزہ بن عبدالمطلب رضی اللہ عنہ علمبردار تھے، آپ کا علم سفید رنگ کا تھا، آپ نے اس دوران مدینہ منورہ میں سعد بن عبادہ رضی اللہ عنہ کو اپنا نائب مقرر فرمایا، آپ صرف مہاجرین کو لیکر قریش کے ایک تجارتی قافلے کی تلاش میں نکلے تھے؛ لیکن وہ قافلہ پہلے ہی ممکنہ جگہ سے گزر چکا تھا، اسی غزوہ میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس وقت کے بنی ضمرہ کے سربراہ مخشی بن عمرو ضمری کے ساتھ امن معاہدہ فرمایا، جس میں فریقین کی طرف سے یہ طے ہوا کہ کوئی بھی ایک دوسرے پر چڑھائی نہیں کرے گا، فریقین میں سے کسی کے خلاف بننے والے اتحاد کا حصہ نہیں بنیں گے اور نہ ہی ایک دوسرے کے دشمن کی کسی قسم کی مدد کریں گے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ معاہدہ باقاعدہ تحریر کروایا، آپ اس غزوے میں پندرہ دن مدینہ سے باہر رہے۔ (زاد المعاد: ۱۶۴/۳۔۱۶۵)

ایک دوسری جگہ لکھا کہ جب تین ہجری میں ماہ صفر آیا تو اسی ماہ میں قبیلہ عضل اور قارہ کے لوگ بھی آئے، انہوں نے اپنے مسلمان ہونے کا اظہار کیا اور ساتھ ہی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ان کے ساتھ قرآنی تعلیم اور دینی تربیت کیلئے معلم ارسال کرنے کی استدعا بھی کی تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے ساتھ (ابن اسحاق کے مطابق) چھ، (امام بخاری کے مطابق) 10 معلمین ارسال فرمائے، جن پر مرثد بن ابی مرثد غنوی رضی اللہ عنہ کو امیر بنایا، انہی معلمین میں خبیب بن عدی رضی اللہ عنہ بھی شامل تھے، قبیلے کے لوگ انہیں لے کر اپنے علاقے کی جانب چل دیئے، تاہم جب وہ حجاز کے سرحدی علاقے میں بنو ہذیل کے کنوؤں پر ’’رجیع‘‘ مقام پر پہنچے تو انہوں نے دھوکہ دہی اور غداری کرتے ہوئے ہذیل کو ان کے خلاف بھڑکایا، چنانچہ انہوں نے بھی ان کے ساتھ مل کر سب کو قتل کر دیئے، جبکہ خبیب بن عدی اور زید بن دثنہ کو قیدی بنا کر مکہ میں فروخت کردیا؛ کیوں کہ انہوں نے معرکہ بدر میں مکہ کے سرغنہ کفار کو قتل کیا تھا۔ (زاد المعاد: ۲۴۴/۳)

چوتھے ہجری سال کے ماہ صفر میں بئر معونہ کا واقعہ رونما ہوا۔ (زاد المعاد: ۲۴۶/۳) آپ صلی اللہ علیہ وسلم خیبر کی جانب محرم کے آخر میں روانہ ہوئے، ابتدائے محرم میں نہیں، چنانچہ فتح خیبر ماہ صفر کے آخر میں ہوئی۔ (زاد المعاد: ۳۳۹۳۔۳۴۰) قبیلہ خثعم کی جانب سریہ قطبہ بن عامر بن حدیدہ سن نو ہجری کو ماہ صفر میں رونما ہوا۔ (زاد المعاد: ۵۱۴/۳) ابن قیم رحمہ اللہ ایک جگہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس بنی عذرہ کا بارہ افراد پر مشتمل وفد سن 9 ہجری کو ماہ صفر میں آیا۔ (زاد المعاد: ۶۵۷/۳)

خلاصہ کلام یہ ہے کہ ماہ صفر میں کوئی نحوست یا شر نہیں ہے، نفع ونقصان پہونچانے والی ذات صرف اللہ رب العزت ہے، کسی مہینہ یا دن کو منحوس سمجھنا اور ان ایام یا مہینوں میں اہم کاموں سے اجتناب کرنا بدعات وخرافات اور من گھڑت چیزیں ہیں، اس سے احتراز کرنے کی ضرورت ہے۔

بقیات

بقیہ ناسور .... اس لیے جل مرنا ہی مسئلہ کا حل سمجھا جاتا تھا۔مسلمانوں نے یہ رسم ان سے لی اور غیر مسلموں کی طرح ہی اپنی بیٹیوں کو وراثت سے محروم کرنا شروع کردیا،جس کے نتیجے میں مسلمانوں نے بھی جو ہاتھ وہی ساتھ پر عمل کرنا شروع کردیا،اوراسی سوچ کے نتیجے میں گاؤں گاؤں لڑکوں کی منڈیاں لگنے لگیں،اورلڑکوں نے گارجین کی مرضی اور کبھی اپنے معیار زندگی کو بلند کرنے کے لیے جہیز کا مطالبہ شروع کردیا،اورقیمتیں لگنے لگیں اورحالات ناگفتہ بہ ہوتے چلے گئے۔مسلم سماج کواس ناسور سے پاک کرنے کے لیے علماء،ائمہ مساجداورمقررین کی مہم برسوں سے جاری ہے،مختلف علاقوں میں تلک وجہیز مخالف کمیٹیاں بنی ہوئی ہیں،قانون بھی پہلے سے موجود ہے،اب سرکاری سرپرستی بھی اس کوحاصل ہوگئی ہے،تواس مہم کواورتقویت ملے گی،اورشاید سماج پورے طور پراسے لعنت سمجھ کرترک کرنے پر مجبور ہوجائے۔

بقیہ اچھے لوگ .... آپ نے بارہا دیکھا ہوگا کہ کیلے کے پیڑ کوپھل کاٹنے کے بعد جڑ سے کاٹ کر پھینک دیا جاتا ہے،کیوں کہ اس کی نفع بخشی ختم ہوگئی،اگلی باراب اس میں پھل نہیں لگے گا،اس لیے اس کو زمین کا بوجھ سمجھ لیا جاتا ہے،لیکن آم کا پیڑ ایک سال پھل نہ لائے تب بھی اس کی حفاظت کی جاتی ہے کیوں کہ یقین کامل ہوتا ہے کہ اگلے سال اس میں پھل لگیں گے۔

اچھے لوگ پھلداردرخت کی طرح ہوتے ہیں،صندل کی طرح ہوتے ہیں،ڈھیلا مارو تو بدلے میں پھل دیں گے، کاٹ ڈالو تو بھی صندل خوشبو ہی دے گا،وہ ہرحال میں اپنی اچھی عادت ترک نہیں کرتے،ان کی سوچ یہ ہوتی ہے کہ بُرے لوگ اپنی بُری عادتیں نہیں چھوڑتے،جونہیں چھوڑ دینا چاہئے تو ہم بھلا اپنی اچھی عادتیں کیوں ترک کریں،جوشریعت کومطلوب ہیں،اللہ اوراس کے رسول کو پسند ہیں۔ہرحال میں اچھے بن کرزندگی گذاریئے،یاد رکھئے سمندر میں چاروں طرف سے گندی نالیاں گرتی ہیں،لیکن سمندر اسے صاف کرکے ہی سپلائی کرتا ہے،اچھے لوگوں کا دل سمندر کی مانند وسعتیں اورگہرائیاں لیے ہوتا ہے،اورخارجی گندگیاں ان کی داخلی صفات کومتاثر نہیں کرتی ہیں،ندی گدلی ہوجاتی ہے،گنگا میلی ہوجاتی ہے،لیکن سمندر کا پانی کبھی متاثر نہیں ہوتا،سب کوسمیٹتا رہتا ہے، کیف بھوپالی یاد آ گئے:

کیفؔ پیدا کر سمندر کی طرح
وسعتیں، خاموشیاں، گہرائیاں

بقیہ دینی مسائل .... اب ان کا باہم ازدواجی بندھن میں بندھے رہنا کرب وتکلیف اورذہنی اذیت وکوفت کا سبب ہے،جوان دونوں کی فطرت کے خلاف ہے،جس سے نکلنے کے لیے سوائے طلاق کے اب کوئی چارہ نہیں ہے؛لہذا طلاق باوجودیکہ ناپسندیدہ عمل ہے اوردوا کا کڑوا گھونٹ ہے؛لیکن ان دونوں میاں بیوی کے لیے باعث راحت ورحمت ہے،اب ایسی صورت میں شوہر کو چاہئے کہ اپنی بیوی کوطلاق دیدے،جس کی سب سے بہتر اوراحسن طریقہ یہ ہے کہ بیوی کو پاکی کی حالت میں جس میں اس سے صحبت نہ کی ہو،ایک طلاق دے کر چھوڑ دے،اگر رکھنا نہیں چاہتا ہے تو چھوڑے رکھے،یہاں تک کہ عدت گزرجائے۔عدت گزرنے کے بعد بیوی خودبخود بائنہ ہوجائے گی؛یعنی رشتہ نکاح ختم ہوجائے گا اوربیوی زوجیت سے خارج ہوجائے گی،اس طلاق کواحسن؛یعنی طلاق کا سب سے بہتر طریقہ اس لیے کہا گیا ہے کہ اس صورت میں عدت گزرنے تک بیوی کولوٹانے کی گنجائش ہے اورعدت کے بعد بھی بغیر حلالہ دوبارہ نکاح ہوسکتا ہے،نیز اس صورت میں عدت طویل نہیں ہوگی؛کیوں کہ اس کے حاملہ نہ ہونے کا اطمینان ہے۔تین طلاق دینے سے گریز کرے؛کیوں کہ تین طلاق دینا سخت گناہ ہے،خواہ ایک ساتھ دے یا الگ الگ،طلاق بہرحال ہوجاتی ہے؛لیکن جب ایک ہی طلاق سے مقصد حاصل ہوجاتا ہے اوربیوی زوجیت سے خارج ہوجاتی ہے توبلاوجہ تین طلاق دے کر اپنے لیے بیوی اوربچوں کے لیے ندامت وشرمندگی اورگناہ مول لینے سے کیا فائدہ،یہ سمجھنا کہ جب تک تین طلاق نہیں دیں گے،بیوی نکاح سے خارج نہیں ہوگی،سخت حماقت ونادانی اورباعث ندامت وپشیمانی ہے۔فقط واللہ تعالیٰ اعلم

بقیہ معلم کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کا ازدواجی پہلو .... خارجی اوربیرونی زندگی اس حالت کا نام ہے جوانسان عام لوگوں کے سامنے بسر کرتا ہے،اس حصہ کے متعلق انسان کے تفصیلی حالات جاننے کے لئے کثرت سے شواہد دستیاب ہوسکتے ہیں،اورداخلی زندگی سے خانگی اورگھریلو زندگی مراد ہے،جس سے انسان کی صحیح اخلاقی حالت کا پتہ چلتا ہے،کیوں کہ ہرفرد اپنے گھر کی چہاردیواری میں آزاد ہوتا ہے،اپنے اہل خانہ سے بے تکلف ہوتا ہے،اس کے عادات واطوار اوراس کی اخلاقی کمزوریاں اہل خانہ سے مخفی نہیں رہ سکتیں؛اس لئے انسان کی عملی حالت کو جانچنے اور پرکھنے کا صحیح معیار یہی ہے کہ اس کی خانگی زندگی کو آشکارا کیا جائے۔آپ کی خارجی اوربیرونی زندگی کی مکمل تفصیلات صحابہ کرامؓ کی مقدس اورپاکیزہ جماعت (جس نے وحی ربانی سے اپنے دل ودماغ کومستنیر کیا تھا،اورآپ کی فیض صحبت نے انہیں کندن بنادیا تھا) نے امت تک پہونچائی ہیں۔

ازواج مطہرات کے ذریعہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے گھریلو معمولات امت تک پہونچے:

ظاہر ہے کہ خانگی زندگی غیرمعمولی اہمیت کی حامل ہے،گھریلواورخانگی زندگی میں ہی شخصیت سازی ہوتی ہے،اورمصور کی توجہ ہرہرتصویر پرمکمل طور پرمرکوز ہوتی ہے،اورکائنات رنگ وبو میں نووارد مہمان کے اخلاق ورجحانات کوصحیح جہت عطا کی جاتی ہے،اس گوشہ سے متعلق اگرکوئی قابل تقلید نمونہ موجود نہ ہوتا تولوگوں کے افراط وتفریط کے شکار ہوجانے کا قوی اندیشہ تھا،اوراس سے صرف محدوداورجزوقتی نقصان نہیں ہوتا؛بلکہ اس پردوررس اورہمہ گیرنقصانات مرتب ہوتے؛کیوں کہ خاندان کی تعمیروتشکیل میں میاں بیوی کارشتہ بنیاد کے پتھر کی حیثیت رکھتا ہے،ازدواجی رشتہ اگرالفت ومحبت کا پیکر ہواورگھریلوزندگی خوش گواراورنشاط انگیز ہوتواس سے نہ صرف دوخاندانوں کے تعلقات مزید مستحکم اورمضبوط ہوتے ہیں؛بلکہ آنے والی نسل کوبھی ایک صحت منداورخوش گوار ماحول فراہم ہوتا ہے،جس میں اس کے اخلاق ورجحانات کی صحیح جہت پرتعمیر ہوتی ہے،اوربڑاہوکروہ تعمیر تمدن میں حصہ لیتا ہے،لیکن اگرازدواجی رشتہ کسی ٹھوس رہنمائی سے بالکل محروم ہواورشرعی ہدایات کی گرفت سے بالکل آزاد ہوتواس پرجونقصانات مرتب ہوں گے وہ کسی باشعورانسان سے مخفی نہیں ہے،پتہ نہیں کتنے گھرتباہ وبرباد ہوتے؟ کتنے خاندان نفرت وعداوت کی بھٹی میں جلتے؟اورایسے مسموم اورزہرآلود فضا میں نسل نو میں جواخلاقی خرابیاں پیدا ہوتیں وہ ناقابل بیاں ہیں،اسی وجہ سے آپؐ نے متعدد خواتین سے نکاح کیا،تاکہ ان کے توسط سے گھریلوزندگی کے معمولات اوراس کی تفصیلات امت کے سامنے آجائیں،ازواج مطہرات نے گھریلوزندگی کی جوتفصیلات وجزئیات پیش کی ہیں وہ شریعت اسلامیہ کا ایک اہم حصہ ہے،اوریہ خاندانی تعلقات کے لئے ایک عظیم منشور کی حیثیت رکھتا ہے۔

ازواج مطہرات اورعورتوں کی دینی رہنمائی:

دوسرے انسانی زندگی کے بے شمار مسائل ایسے ہیں جن کا تعلق خاص طور پرعورتوں سے ہے،حیض،نفاس،جنابت اورازدواجی مسائل یہ وہ امور ہیں جن سے ہرعورت گزرتی ہے،اسلام نسوانی مسائل سے متعلق بھی مکمل تفصیلات بیان کرتا ہے،اورعورتوں کو زندگی میں پیش آنے والے تمام مراحل میں ٹھوس اورمضبوط رہنمائی فراہم کرتا ہے،اورچاندسورج کی طرح یہ ایک سدابہار حقیقت ہے کہ عورتوں کے اندرمردوں کی بہ نسبت حیااورشرم کاعنصر زیادہ پایا جاتا ہے،وہ عام طور پرمردوں سے تمانع اورفرار کی راہ اختیار کرتی ہیں،اسی لئے بہت سی عورتیں آپ سے اس طرح کے سوالات کرنے میں شرم محسوس کرتی تھیں،چنانچہ صحیحین کی روایت ہے:صحابی رسول حضرت ابوطلحہؓ کی اہلیہ آپ کی خدمت میں حاضر ہوئیں اورکہنے لگیں:اے اللہ کے رسول!اللہ تعالی حق بات بیان کرنے سے نہیں شرماتے؛لہذا مجھے بتلائیے کہ عورت کواحتلام ہوجائے تو کیا وہ غسل کرے گی؟آپ نے فرمایا:ہاں!جب وہ منی دیکھے،حضرت ام سلمہؓ نے کہا:اے ام سلیم!تونے عورتوں کورسوا کردیا،تیرا ناس ہوکیا عورتوں کوبھی احتلام ہوتا ہے؟یہ سن کرآپ نے فرمایا:احتلام نہیں ہوتا ہے تو پھر بچہ عورتوں کے مشابہ کیسے ہوتا ہے؟(بخاری،حدیث نمبر:۱۳۰)حضرت ابوطلحہؓ کی اہلیہ کا آپ سے سوال کرنے سے پہلے یہ تمہید باندھنا کہ اللہ تعالی حق بات بیان کرنے سے نہیں شرماتے،اورحضرت ام سلمہؓ کا حضرت ام سلیم زوجہ ابوطلحہ کوٹوکنا کہ تم نے عورتوں کورسوا کردیا،اس سے واضح طور پرمعلوم ہوتا ہے کہ عورتیں آپ سے اپنے خاص مسائل دریافت کرنے میں شرم محسوس کرتی تھیں،یہی وجہ ہے کہ ام المومنین حضرت عائشہؓ انصار کی عورتوں کی مدح کرتی ہوئی فرماتی ہیں:رحم اللہ نساء الانصار لم یمنعھن الحیاء ان یسالن عن امر دینھن (جامع بیان العلم وفضلہ) اللہ تعالی انصار کی عورتوں پررحم کریں،دینی امور کے بارے میں آپ سے دریافت کرنے میں شرم وحیاء ان کے لئے مانع نہیں بنا۔دوسری طرف خودآپ شرم وحیا کے مجسم پیکر تھے،شرم وحیا کاعنصر آپ کی ذات اقدس میں اتنا غالب تھا کہ صحابہ کرامؓ آپ کے بارے میں شہادت دیتے ہوئے کہتے ہیں:کان اشد حیاء من العذراء فی خدرھا (بخاری شریف) آپ پردے دار کنواری لڑکی سے بھی زیادہ حیادار تھے،اس لئے آپ سے جب عورتیں کچھ ہمت اورجرأت کرکے اپنے مخصوص مسائل مثلاً حیض،نفاس،جنابت اوروظیفۂ زوجیت کے بارے میں دریافت کرتیں توآپ طبعی حیا کی وجہ سے تعریض اورکنایہ میں جواب دیتے،جس کوعورتیں نہیں سمجھ پاتیں،چنانچہ حضرت عائشہ صدیقہؓ کا بیان ہے:ایک عورت نے آپ سے غسل حیض کے بارے میں دریافت کیا،آپ نے غسل کا طریقہ بیان کرنے کے بعد فرمایا کہ خوشبولگی ہوئی روئی لے کراس سے صفائی کرلینا،وہ عورت کہنے لگی کہ میں اس سے کیسے صفائی کروں؟آپ نے فرمایا:سبحان اللہ!تم اس سے صفائی کرلو،اس عورت نے دوبارہ دریافت کیا،حضرت عائشہ صدیقہؓ فرماتی ہیں کہ میں نے اس عورت کا ہاتھ پکڑ کراپنی طرف کھینچ لیا،اوربتایا کہ اس روئی کواپنے مخصوص مقام میں رکھواوراس سے خون کے نشانات صاف کرو۔(بخاری،حدیث نمبر:۳۱۴)ظاہر ہے کہ عورتوں کی دینی تربیت اورمخصوص مسائل میں ان کی شرعی رہنمائی کا صرف ایک ہی حل تھا کہ آپ متعدد ذہین وفطین عورتوں کواپنے عقد میں لیں،اوروہ آپ سے براہ راست عورتوں سے متعلق شرعی احکام معلوم کریں،اورعورتوں کی رہنمائی کریں،اس پاکیزہ اورعرش پیما مقصد کے لئے آپ نے متعدد خواتین سے نکاح فرمایا ہے۔

اعلان مفقود الخبری

● مقدمہ نمبر ۳۴/۲۰۴۶/۳۸ھ (متدائرہ دارالقضاء امارت شرعیہ خانقاہ رحمانی مونگیر)

صفت پروین بنت محمد مصطفیٰ مقام چوربنہ کوارٹر،ڈاکخانہ شنکرپور،ضلع مونگیر (مدعیہ) بنام۔محمد امام الدین ولد محمد کمال مرحوم،مقام پورب سرائے،کھجوربنہ،مونگیر (مدعا علیہ)۔اطلاع بنام مدعا علیہ۔مقدمہ ہذا میں مدعیہ نے آپ کے خلاف عدالت دارالقضاء امارت شرعیہ مونگیر میں تقریباً چھ مہینے سے غائب ولاپتہ ہونے اورنان ونفقہ ادانہ کرنے کی بنیاد پر فسخ نکاح کا مقدمہ دائر کیا ہے،اس اعلان کے ذریعہ آپ کوآگاہ کیا جاتا ہے کہ آپ جہاں کہیں بھی ہوں آئندہ تاریخ پیشی ۱۷/صفر ۱۴۳۹ھ مطابق ۶/نومبر ۲۰۱۷ء روز سوموار کوخود مع گواہان وثبوت بوقت ۹/بجے دن مرکزی دارالقضاء امارت شرعیہ پھلواری شریف پٹنہ میں حاضر ہوکر رفع الزام کریں۔واضح رہے کہ مذکورہ تاریخ پرحاضر نہ ہونے یا کوئی پیروی نہ کرنے کی صورت میں مقدمہ فیصل کیا جاسکتا ہے۔۔۔۔فقط قاضی شریعت

● مقدمہ نمبر ۹۷/۴۲۷۶/۳۸ھ (متدائرہ دارالقضاء امارت شرعیہ سہرسہ)

مفینہ خاتون بنت محمد ابوالحسن،مقام نیاٹولہ راگھوپور،ضلع سوپول (مدعیہ) بنام۔محمد افروز ولد محمد فیروز مقام رام بشن پور،تھانہ راگھوپور،ضلع سوپول (مدعا علیہ)۔اطلاع بنام مدعا علیہ۔مقدمہ ہذا میں مدعیہ نے آپ مدعا علیہ کے خلاف فسخ نکاح کا مقدمہ عدالت دارالقضاء امارت شرعیہ سہرسہ میں کیا ہے کہ عرصہ دوسالوں سے مدعا علیہ غائب ولاپتہ ہے،نان ونفقہ ودیگر تمام حقوق سے مجھے محروم کررکھا ہے۔بنابریں اس اعلان کے ذریعہ آپ مدعا علیہ کواطلاع دی جاتی ہے کہ آپ جہاں بھی ہوں آئندہ پیشی کی تاریخ ۱۹/صفر المظفر ۱۴۳۹ھ مطابق ۸/نومبر ۲۰۱۷ء روز بدھ وقت ۱۲/بجے دن اپنے گواہان اورثبوتوں کے ساتھ دارالقضاء امارت شرعیہ سہرسہ میں حاضر ہوکر رفع الزام کریں،ورنہ تاریخ پیشی پرحاضر نہ ہونے اورپیروی نہ کرنے کی صورت میں مقدمہ فیصل کیا جاسکتا ہے۔۔۔۔فقط قاضی شریعت

جلد نمبر 65/55،شمارہ نمبر 39 پرنٹر پبلیشر سہیل احمد ندوی نے جی ایم آفیسٹ پریس دریاپور پٹنہ 9934188997 میں چھپوا کر ہفتہ وار نقیب امارت شرعیہ پھلواری شریف پٹنہ ۸۰۱۵۰۵ سے شائع کیا۔

WEEK ENDING 09/10/2017
فون نمبر 2555351,2555014,2555668 فیکس 0612-2555280
E-mail: nazimimaratshariah@gmail.com

LEADING URDU JOURNAL OF IMARAT-E-SHARIAH
BIHAR ORISSA JHARKHAND

THE **NAQUEEB** WEEKLY
PHULWARI SHARIF,PATNA 801505

SSPOS PATNA Regd.No.PT 14-6-15-17
R.N.I.N.Delhi,Regd No-4136/61

مایوس اپنے دل کو تو اتنا نہ میرے یار کر
آنے کو ہے بہار پھر تھوڑا سا انتظار کر

(عبدالرب جاوید)

ایک اور مسلم ملک کی تقسیم کا منصوبہ

مشرق وسطی میں ایک نئے ملک کی تشکیل کا مسئلہ زیر بحث ہے، برسوں سے 35 ملین کرد اپنے لئے ایک آزاد ملک کا مطالبہ کررہے ہیں لیکن ان کی جدوجہد کامیابی سے ہم کنار نہیں ہورہی ہے، 2014 میں کردوں نے اپنے دیرینہ مقصد کی تکمیل کیلئے ایک ریفرینڈم کرانے کا منصوبہ بنایا تاکہ اس کے ذریعہ حاصل ہونے والی آراء کو بنیاد بناکر وہ ایک آزاد ریاست کی تشکیل کا خواب شرمندہ تعبیر کرسکیں، تین سالوں بعد گذشتہ سات ستمبر 2017 کو شمالی عراق کے صوبہ کردستان کے لیڈر مسعود بارزانی نے کردوں کی تمام علاقائی تنظیموں اور پارٹیوں سے مشورہ کرکے 25 ستمبر 2017 کو عراق کے ماتحت کردستان علاقائی حکومت (KRG) میں ریفرنڈم کا انعقاد کیا، کردستان کے لیڈر مسعود بارزانی کا دعوی ہے کہ اس ریفرینڈم میں اکثریت ''Yes'' کا ووٹ آیا ہے، یعنی عوام ایک آزاد کرد ریاست چاہتی ہے۔ الیکشن کمیشن نے بھی نتائج کا حتمی اعلان کردیا ہے کہ 92 فیصد ووٹ آزاد ریاست کے حق میں آئے ہیں، یہ الگ بات ہے کہ عراقی حکومت نے اس ریفرنڈم کو غیر آئینی کہتے ہوئے مسترد کردیا ہے اور کہا ہے کہ اس متنازع ریفرنڈم کی بنیاد پر مذاکرات ناممکن ہے۔ ترکی نے بھی اس ریفرنڈم کے انعقاد کی شدید مذمت کی ہے۔

ترکی کے صدر رجب طیب اردگان کردوں کی علاحدہ ریاست کے شدید خلاف ہیں، ان کا ماننا ہے کہ کرد عوام اس طرح کا فیصلہ کرکے خودکشی کی جانب گامزن ہیں، اس سے کردوں کی حق تلفی ہوگی، ان کے مسائل کا حل یہی ہے کہ وہ ہتھیار ڈال کر مذاکرات کی راہ اپنائیں اور نسل وثقافت کی بنیاد پر آزاد ریاست کا خواب دیکھنا بند کردیں۔ ترکی میں پیش آئے متعدد دہشت گردانہ حملوں کے لئے ترک حکومت نے اپنے یہاں سرگرم کردوں کی تنظیم پی کے کے کو ذمہ دار ٹھہرایا ہے، متعدد طرح کی پابندیاں بھی ترکی کے کردوں پر عائد ہے، ترکی میں یہ تنظیم دہشت گرد مانی جاتی ہے۔ عالمی اداروں سے بھی ترکی کا مطالبہ ہے کہ وہ اسے دہشت گرد تنظیم نامزد کرے، ترک صدر کا الزام ہے کہ پی کے کے کی فنڈنگ امریکہ سے ہوتی ہے اور ترکی کو تباہ وبرباد کرنے کیلئے یہ تنظیم قائم کی گئی ہے۔ ایران بھی اس کے خلاف ہے، امریکہ نے بھی ایک پریس ریلیز جاری کرکے بظاہر اس کی مذمت کی ہے، اقوام متحدہ کی جانب سے بھی ریفرنڈم کی مذمت کی گئی تھی۔

دوسری جانب اسرائیل اس مسئلے پر خاموش ہے؛ بلکہ پس پردہ اس کی حمایت بھی کررہا ہے۔ ترکی کے اخبار روزنامہ صحاب کے مطابق ایران اور ترکی کی خطے میں بڑھتی عسکری طاقت اور ایران کے کامیاب میزائل تجربہ سے اسرائیل خوف زدہ ہے، پس پردہ آزاد کردستان کا سپورٹ کرکے ایران اور ترکی کی طاقت کو کمزور کرنا چاہتا ہے۔ عرب تجزیہ نگاروں کا بھی ماننا ہے کہ خطے میں ایک نئے ملک کا اضافہ سیاسی سطح پر عرب کیلئے شدید نقصان کا سبب ہوگا، عراق کی حیثیت ختم ہوجائے گی، ترکی، ایران، شام اور مشرق وسطی کے دیگر ممالک کو شدید تباہی کا سامنا کرنا پڑے گا خود کردوں کی اپنی یہ مجوزہ آزاد ریاست خانہ جنگی میں تبدیل ہوجائے گی۔

کردستان کے مسئلے پر ترکی، شام، عراق، ایران تو کھل کر مخالفت کررہے ہیں، کیوں کہ ایک علاحدہ ملک کی تشکیل سے سب سے زیادہ نقصان انہیں ممالک کا ہوگا، ان کی سرحدوں کا دائرہ کم ہوجائے گا؛ لیکن بقیہ ممالک خاموش ہیں، عالمی ادارہ بھی کھل کر کوئی موقف نہیں اپنا رہا ہے، کوئی واضح نظریہ سامنے نہیں آرہا ہے کہ کردوں کے مسائل کا حل کیسے ہوگا، انہیں آزاد ریاست ملے گی یا نہیں؟ اتنا طے ہے کہ آزاد ریاست کی تشکیل سے مسلم ممالک کی ایک اور تقسیم ہوگی، خانہ جنگی میں اضافہ ہوگا، امریکہ کی معیشت بہتر ہوگی، جبکہ عرب اور مسلم حکمرانوں کی اقتصاری صورت حال خراب ہوگی، صہیونی اور صلیبی ایجنڈے کو فائدہ پہونچے گا، مشرق وسطی کے جو ممالک اب تک خوشحال ہیں، انہیں تباہ کرنے کا ایک اور آسان راستہ مل جائے گا، امریکہ اور اسرائیل اس تقسیم سے براہ راست مسلم ممالک پر حاوی ہوجائے گا؛ اسی لیے فرانس کا ماننا ہے کہ کرد ریاست کی تشکیل سے مشرق وسطی جہنم بن جائے گا، عرب بہاریہ کے نام پر مشرق وسطی میں جو تشدد کی لہر پیدا ہوئی تھی، اس کی آنچ مزید تیز ہوجائے گی اور کئی پرامن ملک بھی اس شعلہ کا نوالہ بن جائیں گے۔

کرد ایک قدیم نسلی گروپ ہے، زبان، علاقہ اور ثقافت کی بنیاد پر ان کا اتحاد ہے، کئی مذاہب اور مسلک کے لوگ اس میں شامل ہیں، تاہم اکثریت سنی مسلمانوں کی ہے، عالم اسلام کے عظیم مجاہد سلطان صلاح الدین ایوبی بھی اسی خاندان سے تعلق رکھتے تھے، بی بی سی کے مطابق ان کی آبادی 25 سے 35 ملین کے درمیان ہے، ترکی کے جنوب مشرق حصہ میں 7 سے 10 فیصد آبادی ہے، عراق کے شمال میں بیس فیصد ہے، اس کے علاوہ ایران کے شمال مغرب اور آرمینیا کے جنوب مغرب میں یہ کرد آباد ہیں، عراق کے جس علاقے میں یہ کرد آزاد ریاست کا مطالبہ کررہے ہیں، وہاں تیل کے 20 فیصد ذخائر برآمد ہوتے ہیں، آزادی کی صورت میں کردستان تیل برآمد کرنے والے ملکوں کی تنظیم اوپک کے رکن دس بڑے ممالک میں شامل ہوجائے گا۔

طیب اردگان کے ترجمان ڈاکٹر فرقان حمید اپنے ایک مضمون میں لکھتے ہیں کہ خلافت عثمانیہ کے زمانے میں کردوں کے اس علاقے کو کردستان کے نام سے یاد کیا جاتا تھا اور اسے ایک بڑے صوبے کی حیثیت حاصل تھی، بی بی سی کے مطابق 1915 اور 1918 میں ترکی کردوں نے سلطنت عثمانیہ سے آزادی حاصل کرنے کی کوشش کی؛ لیکن ہر بار انہیں کچل دیا گیا۔

پہلی عالمی جنگ کے بعد جب سلطنت عثمانیہ کا خاتمہ ہوا تو اس زمانہ کے امریکی صدر روڈ رو ولسن نے کردوں سے ان کی آزاد مملکت کے قیام کا وعدہ کیا اور 1920 کے معاہدہ سیور میں ایک آزاد کرد مملکت کی تجویز بھی شامل کرلی گئی؛ لیکن برطانیہ، فرانس اور ترکی نے اس تجویز کو ناکام بنادیا، سلطنت عثمانیہ کے خاتمے کے بعد مشرق وسطی میں کئی نئی آزاد مملکتیں وجود میں آئیں، اس دوران کردوں نے بھی بہت کوششیں کی؛ لیکن آزاد خودمختار مملکت کے بارے میں کردوں کا خواب شرمندہ تعبیر نہ ہوسکا۔

1960 تا 1975 تک شمالی عراق میں کردوں نے مصطفٰی بارزانی (مسعود بارزانی کے والد) کی قیادت میں جدوجہد کے نتیجے میں خودمختاری حاصل کی، لیکن 1991 میں صدر صدام حسین نے اس علاقے پر اپنی مکمل حاکمیت قائم کرتے ہوئے کردوں پر ایسے مظالم ڈھائے جس کی تاریخ میں کوئی مثال نہیں ملتی ہے، اس دوران عراق اور ایران کے درمیان جنگ چھڑ گئی، لیکن کردوں کے خلاف کارروائی جاری رہی اور جنگ کے خاتمے پر حکومت عراق نے 1988 میں کردوں سے چھٹکارا حاصل کرنے کے لیے ان کے خلاف زہریلی گیش کا استعمال کیا، جس کے نتیجے میں ہزاروں کی تعداد میں کرد مارے گئے۔ ترکی کے شمال مشرق میں عبداللہ اوکلین نے 1978 میں پی کے کے نام سے ایک تنظیم بنائی، جس نے ترکی میں ایک آزاد ریاست کا مطالبہ کیا، چند سالوں بعد اس تنظم نے اپنی ایک آرمی تشکیل دے دی اور ترک کی آئینی حکومت سے تصادم شروع کردیا، اس جنگ کے نتیجے میں اب تک چالیس ہزار سے زیادہ لوگ قتل کئے جاچکے ہیں، 2012 میں اردگان حکومت کی کوششوں سے پی کے کے نے جنگ بندی کا معاہدہ کرکے حکومت کے ساتھ امن مذاکرات کا آغاز کیا، لیکن جولائی 2015 میں کردوں نے یہ معاہدہ ختم کرکے پھر مسلح جنگ شروع کردی، مذاکرات بند کرنے کی وجہ کردوں نے ایک خوش کش بم دھماکہ کو بتایا، جس میں کردوں کے 30 ممبران مارے گئے تھے، شام میں متصل ترکی کی سرحد پر یہ دھماکہ ہوا تھا، حکومت نے اس کے لیے داعش کو ذمہ دار ٹھہرایا تھا، جبکہ پی کے کے کا کہنا تھا کہ ترکی فوج اور حکومت کی کردوں کے خلاف یہ سازش تھی۔ (شمس تبریز قاسمی)

سعودی عرب کا 34 اسلامی ممالک کے عسکری اتحاد کا اعلان

سعودی عرب نے دہشت گردی سے نمٹنے کے لئے اپنی قیادت میں 34 ملکی اسلامی فوجی اتحاد تشکیل دینے کا اعلان کردیا، اس اتحاد کا پاکستان، ترکی، مصر، قطر، اردن، ملائیشیا، متحدہ عرب امارات، مالی، نائیجریا، تیونس، سوڈان، صومالیہ، آئیوری کوسٹ، چاڈ، ٹوگو، سینیگال، سیرالیون' بینن، مراکش، بحرین، لبنان، کویت، فلسطین ملٹری الائنس کا حصہ ہوں گے۔

اس اتحاد میں ایران، عراق اور شام شامل نہیں ہے، اتحاد کا آپریشنل مرکز ریاض میں ہوگا، ریاض میں صحافیوں سے گفتگو کرتے ہوئے سعودی وزیر دفاع محمد بن سلمان نے کہا کہ اسلامی فوجی اتحاد داعش ہی نہیں؛ بلکہ ہر اس دہشت گرد کا مقابلہ کرے گا، جو امت مسلمہ کے مقابل آئے گا، اس اتحاد کا مقصد عراق، شام، لیبیا، مصر اور افغانستان میں دہشت گردی کے خلاف کوششوں کو مربوط بنانا ہے۔

اس سلسلے میں عالمی برادری اور بین الاقوامی اداروں سے رابطے رکھے جائیں گے اور مکمل تعاون کیا جائے گا، اعلان کے مطابق اتحاد کا مقصد تمام دہشت گرد گروپوں اور تنظیموں کی کارروائیوں سے اسلامی ممالک کو بچانا، فرقہ واریت کے نام پر قتل کرنے، بدعنوانی پھیلانے یا معصوم لوگوں کو قتل کرنے سے روکنا ہے۔

کہا گیا ہے کہ اتحاد کا دائرہ کار اسلامی دنیا تک محدود نہیں ہوگا، امریکہ نے دہشت گردی کا مقابلے کرنے کیلئے 34 اسلامی ممالک پر مشتمل فوجی اتحاد کا خیر مقدم کیا ہے۔ امریکی وزیر دفاع ایشٹن کارٹر نے انقرہ میں کہا کہ یہ اتحاد امریکی حکمت عملی کے عین مطابق ہے، جس کے تحت شدت پسند تنظیم دولت اسلامیہ کے مقابلے کے لئے سنی عرب ممالک کے کردار کو وسعت دینا ہے۔